INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

قیمت ۷ روپے

جلد: ۲۷ | ۱۲ تا ۱۸/ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/ مئی ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۱۹

ظہورِ مہدی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

زبان کی حفاظت

توبہ کی حقیقت

موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے راہِ عمل

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

حق مہر کا مسئلہ

س:...... ایک عورت کا نکاح ہوگیا، رخصتی بھی ہوگئی، کچھ عرصہ بعد وہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر چلی گئی یا کوئی بہانہ بنا کر چلی گئی اور واپس آنے کو تیار نہیں، تو کیا ایسی عورت خاوند سے مہر وصول کرنے کی شرعاً مستحق ہے؟

ج:...... جی ہاں! جس خاتون نے شوہر کے ساتھ ایسی جگہ خلوت کرلی کہ اگر شوہر اس سے صحبت کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا، وہ حق مہر لینے کی حقدار ہے، جبکہ آپ کی مسئولہ صورت میں تو اس خاتون کی رخصتی ہوگئی اور کچھ عرصہ وہ شوہر کے پاس رہی ہے تو وہ یقیناً حق مہر کی مستحق ہے، ہاں اگر کوئی خاتون شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے تو جتنا دن شوہر کے گھر سے غیر حاضر رہے گی اتنا دن کے نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم

سودی آمدنی والے کی دعوت

سیّد آغا، کوئٹہ

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے میں جو پڑوسی ہیں وہ سارے لوگ سود کے کاروبار کرتے ہیں، یعنی دوسرے کاروبار کے ساتھ ساتھ سودی کاروبار بھی کرتے ہیں، زید کے چونکہ ان کے ساتھ دوستانہ اور پڑوسی کے ہیں، اس لئے ایسے مواقع بکثرت پیش آتے ہیں کہ کبھی زید نے دعوت کی تو پڑوسی دعوت کھانے آئے، کبھی پڑوسیوں نے دعوت کی تو زید گیا، کبھی پڑوسیوں نے کسی اور کی دعوت کی تو زید کو بھی بلایا، اور کبھی زید کو ضرورت پڑی ان سے قرض لے لیا اور کبھی پڑوسیوں کو ضرورت پڑی تو زید سے قرض لے لیا، چونکہ زید بھی کاروباری آدمی ہے، اس لئے ایسے مواقع بکثرت پیش آتے ہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ یہ تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ شریعت کی رو سے آگاہ کیا جائے، جبکہ ان تعلقات کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

ج:...... اگر ان لوگوں کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ سود کا ہے تو ان لوگوں کے گھر کا کھانا پینا جائز نہیں اور اگر زیادہ کمائی حلال ہے اور کم سود ہے تو فتویٰ کی رو سے ان کی دعوت کھانا جائز ہے، بہتر ہوگا کہ حکمت عملی سے ان کو مسئلہ سمجھا دیا جائے کہ ہم نے یوں سنا ہے، آپ حضرات سود سے پرہیز کریں۔

یہ ظلم ہے

محمد ارسلان، کراچی

س:...... آپ سے ایک مسئلہ پوچھنے کی جسارت کررہا ہوں، سوال یہ ہے کہ میں ایک دفتر میں کام کرتا ہوں، جہاں دفتری اوقات صبح نو سے لے کر شام پانچ بجے تک ہیں، کچھ افسران کا معمول ہے وہ صبح دیر سے آتے ہیں اور شام کو دیر سے جاتے ہیں، دفتر میں ہم دو لوگ رہائش پذیر ہیں اور ہمیں انتظامیہ کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی ہے، شام پانچ بجے کے بعد ہمارے آرام کا وقت شروع ہوجاتا ہے، لیکن ان افسران کی وجہ سے ہمیں آرام میسر نہیں آتا، کیا یہ ہماری حق تلفی نہیں؟ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

ج:...... اگر دفتری اوقات پانچ بجے ختم ہوجاتے ہیں تو آپ پانچ بجے کے بعد آزاد ہیں، آپ اپنی رہائش گاہ چلے جایا کریں، لیکن اگر آپ کے افسران آپ کو کسی اضافی اجرت کے بغیر پانچ بجے کے بعد بھی روکتے ہیں تو ان کی طرف سے آپ پر زیادتی ہے یقیناً یہ آپ کی حق تلفی ہے اور آپ پر ظلم ہے۔

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے جسم کو دیکھنا

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... کیا میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کو دیکھ سکتے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کے پوشیدہ حصے دیکھ سکتے ہیں۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۲۷ ۱۲تا۱۸/ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶تا۲۲/مئی ۲۰۰۸ء شمارہ:۱۹

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مدیراعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں!

قافلہ علم و عمل کے روح رواں	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری
موجودہ حالات میں مسلمانوں کیلئے راہ عمل	۷	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
آہ... حضرت نفیس الحسینیؒ	۱۰	حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ
توبہ کی حقیقت	۱۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
ایک دلچسپ روحانی اور ایمانی محفل	۱۷	قاضی محمد اسرائیل گڑنگی
زبان کی حفاظت	۱۹	ابو محمد انس فاروق جلال پوری
ظہور مہدی و نزول عیسیٰ علیہ السلام	۲۱	مفتی خلیق احمد اخون
قادیانی ذبیحہ اور جنازہ کا حکم	۲۳	قاری عثمان منصوری پوری
بزم اطفال	۲۶	قاضی احسان احمد

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قافلۂ علم و عمل کے روح رواں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی قدس سرہ بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ حضرت صوفی صاحبؒ اس دور کے اکابر میں سے تھے اور اکابر دیوبند کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ حضرت موصوفؒ کی حیات وسوانح کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس دور میں بھی ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں، جو اپنے حال وقال اور طور وطریق سے اس دور کے نہیں قرونِ اولیٰ کے معلوم ہوتے ہیں۔

اس ہوا وہوس کے دور اور شہرت وناموری کی وبا کے زمانہ میں کسی کا علم وعمل، تحقیق وتدقیق اور خمول وگوشہ نشینی کو اختیار کرنا اور دنیا جہان کے جھمیلوں سے الگ تھلگ قرآن وسنت کو اوڑھنا بچھونا بنانا، خدا کی مخلوق کو خدا سے جوڑنے کی فکر کرنا، اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانا، خلق خدا کو قرآن وسنت اور دین وملت سے وابستہ کرنا، ان کی صلاح وفلاح کی فکر کرنا، دنیا کے ساتھ ساتھ ان کے دین کی خبر لینا، ان کے اعمال واخلاق اور سیرت وکردار کو اسوۂ نبوت میں ڈھالنا، اکابر واسلاف کے علوم ومعارف کی اشاعت کرنا، ان کو سہل وآسان زبان میں امت تک پہنچانا، اسلام ومسلمانوں کے خلاف اٹھائے گئے پروپیگنڈا کی گرد وغبار کو صاف کرنا، مخالفین کے اعتراضات واشکالات کا جواب دینا، قرآن وسنت کی صحیح تعبیر وتشریح سے امت کو آگاہ کرنا، اہل بدعت وہوا کا رد کرنا، حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ کی تعلیمات اور ان کی فکر وفلسفہ کو امت تک بلاکم وکاست پہنچانا، امت کی بدحالی، علمی، عملی، اور اخلاقی ابتری پر کڑھنا، اور امت کی خیر خواہی ونفع رسانی میں اپنی مساعی کھپانا وغیرہ کسی عام انسان اور خصوصاً غرض ومطلب آشنا اس دور کے آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ تعلیم وتدریس، مدرسہ کے انتظام وانصرام اور اہتمام وادارت کی مشغولیت کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں صرف چار یوم کے درس قرآن میں، چھ بار قرآن کریم کی تفسیر مکمل کی جائے؟ اور وہ بھی اس بسط وتفصیل سے کہ جب اس کو کیسٹوں سے اتار کر مرتب کیا گیا تو ''معالم العرفان فی دروس القرآن'' جیسی بیس جلدوں پر نہایت محقق ومدلل تفسیر تیار ہو جائے؟

اسی طرح ہفتہ کے باقی تین دنوں میں درس حدیث کا اس قدر اہتمام والتزام کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، نسائی شریف، سنن ابن ماجہ، مشارق الانوار، ترغیب وترہیب اور مسند احمد کی منتخب احادیث کا درس مکمل ہو جائے، بلاشبہ یہ کسی کرامت سے کم نہیں، اور یہ اعزاز بھی ہر کس وناکس کو نہیں مل سکتا۔

بلاشبہ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب آیت من آیات اللہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اوقات ولمحات میں غیر معمولی برکت تھی اور ان کو توفیق الٰہی سے وافر حصہ عطا ہوا تھا، چونکہ ان کا ہر کام محض رضا الٰہی کے لئے تھا، اس لئے ان کے ہر ہر عمل کو عنداللہ اور عندالناس قبول عام نصیب تھا۔

آج جبکہ ہر جگہ نمایاں ہونا اور اپنے آپ کو نظری وبصری میڈیا پر لانا ترقی کی معراج سمجھا جاتا ہے، ایسے میں حضرت صوفی صاحب کا مسجد ومدرسہ کی چار دیواری سے نہ نکلنا، اور صرف مسجد ومدرسہ اور درس گاہ سے تعلق رکھنا ان کی للّٰہیت کی کھلی دلیل ہے۔

چنانچہ ان کے صاحبزادے اور جانشین مولانا محمد فیاض خان سواتی کا بیان ہے کہ ۱۹۵۲ء سے تادم واپسیں مسجد ومدرسہ کی چار دیواری سے بہت ہی کم باہر تشریف لے گئے، اسی طرح ۱۹۵۲ء سے ۱۹۹۰ء تک آپ کا یہ معمول رہا کہ آپ کی آمد پر فجر کی نماز کھڑی ہوتی اور مغرب کی اذان شروع ہوتی، بلاشبہ وقت کی پابندی کا یہ بے مثال مظاہرہ کسی کرامت سے کم نہیں۔

حضرت صوفی صاحب نے درس وتدریس، وعظ وخطابت، اہتمام انتظام کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کی راہ نمائی کا بھی خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ وعظ وبیان کے ساتھ ساتھ انہوں نے قلم وقرطاس کے ساتھ بھی مضبوط رشتہ جوڑے رکھا۔

یہ ان کے قلم وقرطاس اور تصنیف وتالیف سے گہرے ربط وتعلق کی علامت ہے کہ کئی ایک علمی تحقیقی کتب کی تصنیف وتالیف کے علاوہ بیسیوں رسائل وکتب پر آپ نے تحقیق وتخریج، ترجمہ وتشریح کا کام انجام دیا، جبکہ متعدد کتب ورسائل ان کے مقدمہ، تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ معرض وجود میں آئیں اور دسیوں علمی وتحقیقی مقالے سپرد قلم فرمائے۔

الغرض حضرت صوفی صاحب اس دور میں اکابر واسلاف کی نشانی، ان کے علوم ومعارف کے ترجمان وشارح اور قافلہ علم وعمل کے روح رواں تھے۔ ان کو بطور خاص حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے والہانہ محبت اور عشق کی حد تک تعلق تھا۔

حضرت صوفی صاحب کا سانحہ ارتحال جہاں مدرسہ عربیہ نصرۃ العلوم وجامع مسجد نور، سواتی خاندان اور ان کے پسماندگان کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، وہاں ان کی وفات سے حلقۂ دیوبند ایک سائبان سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی خدمات، حسنات اور مساعی کو قبول فرمائے۔ ان کے خاندان واخلاف کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم ایسے چھوٹوں کو ان کے بعد کسی آزمائش وفتنہ میں مبتلا ہونے سے بچائے اور ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے اور ان کو رضا ورضوان کے اعلیٰ درجات پر فائز فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

درسِ حدیث

کھانے کے آداب و احکام

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ٹڈی کے کھانے کا بیان

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: میں نے چھ غزوات (اور دُوسری روایت میں ہے کہ سات غزوات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کئے ہیں، ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۴)

ابن العربی رحمہ اللہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ: ٹڈی کی دو قسمیں ہوتی ہیں، بعض کھائی جاتی ہیں اور بعض نہیں، جو کھائی جاتی ہیں احرام کی حالت میں ان کو قتل کرنے پر جنایت لازم آتی ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ حجاز کی ٹڈیاں تمام کی تمام کھائی جاتی ہیں، لیکن اندلس کی ٹڈی (زہریلے پن) کی وجہ سے کھانے کے لائق نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر اہلِ علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ ٹڈی دل کا کھانا جائز ہے اور اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس ٹڈی دل کی زنبیل بھری ہوئی ہو کہ اس سے کھایا کروں۔ (ص:۷۰۷، مطبوعہ نورمحمد)

گندگی کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ کا حکم

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا ہے۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۴،۵)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: مجثمہ سے، اور گندگی کھانے والے جانور کے دودھ سے اور مشکیزے کے منہ سے پینے سے۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۵)

”جلالہ“ اس جانور کو کہتے ہیں جس کو گندگی کھانے کی عادت ہو، سو اگر اس کی غالب خوراک گندگی بن جائے، یہاں تک کہ اس کے گوشت سے بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا مکروہِ تحریمی ہے، الا یہ کہ اس کو ایک مدت تک بند رکھا جائے اور اس کو پاک کھانا کھلایا جائے یہاں تک کہ اس کے گوشت اور دودھ سے بدبو جاتی رہے تب حلال ہے۔

اور ”مجثمہ“ وہ جانور ہے کہ جس کو باندھ کر نشانہ بنایا جائے، یہ فعل حرام ہے، کیونکہ زندہ جانور کو نشانہ بنانا بدترین ظلم ہے اور چونکہ وہ جانور بغیر ذبح کے مرگیا ہے، اس لئے وہ مردار ہے، اس کا کھانا حرام ہے۔

اور مشکیزے کے دہانے کو منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ خدانخواستہ کوئی سانپ، کیڑا مشکیزے کے اندر چلا گیا ہو اور وہ پینے والے کے پیٹ میں چلا جائے۔

مرغی کھانے کے بیان میں

”زہدم جرمی کہتے ہیں کہ: میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مرغی کھارہے تھے، فرمایا: قریب آجاؤ، کھاؤ! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۵)

مرغی کا گوشت حلال ہے، البتہ مرغی اگر گلیوں میں گندگی کھاتی پھرتی ہو تو اس کو تین دن بند رکھا جائے، جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

حباریٰ کا گوشت

”حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۵)

صاحبِ غیاث اللغات لکھتے ہیں کہ: ”حباری ایک پرندہ ہے، مرغابی کے برابر اور رنگ اس کا زرد یا سیاہ ہوتا ہے، فارسی میں اس کو ”چرز“ کہتے ہیں، از شرح نصاب از مولانا یوسف وصحاح، اور صاحبِ منتخب نے لکھا ہے کہ اس کو فارسی میں تغدری کہتے ہیں۔“

”اردو ڈکشنری بورڈ کراچی“ کی مرتب کردہ اردو لغت میں ہے: تغدری (بضم تا، وسکون غین، وفتح دال) اسم مونث، تکور یا تیتر کے خاندان کا ایک پرندہ (دیکھئے: تغدری، تغدار) بلادِ عرب کے پرندوں میں سے شتر مرغ، ہنس، چرغ، چکور، کوا، تغدری کبوتر، شہری اور جنگلی... وغیرہ بہت ہیں۔“

اسی میں ”حباریٰ“ کے تحت لکھا ہے:

حبارا، حباریٰ (بضم حا، الف (مقصورہ) بشکل ی) اسم مذکر، مرغابی کے برابر ایک پرندہ، رنگ زرد یا سیاہ ہوتا ہے، گردن خاکی ہوتی ہے، چرز، تغدری، شاہ پسند، سرخان۔ حباریٰ ایک جانور (پرندہ) ہے بزرگ، دراز گردن، ہند میں نام اس کا نہیں ہے، تمام مذاہب میں حلال ہے، مگر بعض مذاہب امامیہ میں مکروہ ہے۔

(۱۸۸۳، صید گاہ شوکتی ص:۲۸۳)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے راہ عمل

اس وقت پورا عالم اسلام خاص طور پر ہمارا ملک ہندوستان (جو صدیوں تک اسلامی اقتدار، عزت و شرف اور اسلامی علوم وفنون کا مرکز رہا ہے، اور جہاں ایسی زبردست اصلاحی تحریکیں، مصلحین اور علمائے ربانیین پیدا ہوئے، جن کی دعوت واثرات عالم اسلام کے دور دراز ملکوں تک پہنچے) ایک ایسے آزمائشی دور سے گزر رہا ہے، جس کی نظیر گزشتہ تاریخ میں صدیوں تک نہیں ملتی، اس دور آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملی تشخص، دین کی دعوت وتبلیغ کے مواقع وامکانات اور ملک ومعاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق ومالک کی صحیح معرفت اور عبادت اور دین صحیح کی طرف رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے ان کی زندگی کا تسلسل، جسمانی وجود، عزت وآبرو، مساجد ومدارس، اور صدیوں کا دینی وعلمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے، وہ نہ صرف دور دراز قصبات اور دیہاتوں میں بلکہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں بھی جہاں وہ بڑی تعداد میں بستے ہیں اور ممتاز صلاحیتوں، ذہنی امتیازات اور مہارتوں کے مالک ہیں، کچھ عرصہ سے خوف وہراس کی زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں کہیں ان کا نقشہ بعینہٖ وہ ہوگیا ہے جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے بلیغ ومعجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے:

"زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں۔" (سورۂ توبہ ۱۱۸)

اس صورت حال کی اگر کوئی مثال پچھلی تاریخ میں مل سکتی ہے تو وہ ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں تاتاریوں کا ترکستان، ایران اور عراق پر حملہ ہے، جس نے شہر کے شہر بے چراغ اور تودۂ خاک بنادیئے تھے اور عالم اسلام کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں، لیکن وہ ایک نیم وحشی قوم کی فوجی یلغار تھی جس کے ساتھ کوئی دعوت، تہذیب، فلسفہ، مذہبی نفرت وتعصب اور جسمانی ومعنوی نسل کشی کا منصوبہ یا ارادہ نہ تھا اور نہ وہ کسی متوازی تہذیب وفلسفہ کے حامل تھے، اس وقت خوش نصیبی سے وہ اہل دل، صاحب روحانیت، دین کے مخلص اور صاحب تاثیر داعی ومبلغ بھی موجود تھے جن کے اثر وصحبت سے پوری کی پوری تاتاری قوم (جو لاکھوں کی تعداد میں تھی) اسلام کی حلقہ بگوش ہی نہیں، دین حق کی حامی ومحافظ اور علمبردار بن گئی اور اس نے متعدد وسیع وزبردست اسلامی سلطنتیں قائم کیں، مشہور مؤرخ ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب "دعوت اسلام" میں لکھتا ہے:

"لیکن اسلام اپنی گزشتہ شان وشوکت کے خاکستر سے پھر اٹھا اور واعظین اسلام نے انہی وحشی مغلوں کو جنہوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم اٹھا نہ رکھا تھا مسلمان کرلیا۔"

آج کی صورت حال، خاص طور پر جن ملکوں میں مسلمان عددی اقلیت میں ہیں اور ماضی میں وہ حکومت واقتدار کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے مختلف اور زیادہ نازک ہے، یہاں ان کی تاریخ (ایک علمی اور سیاسی سازش کے تحت) اس طرح مرتب اور پیش کی گئی ہے کہ وہ اکثریت میں بغض ونفرت اور انتقامی جذبہ پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، پھر بعض اوقات ان ملکوں کی سیاسی قیادتوں یا وقتی پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی ونمائندگی کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں نے غیر معتدل جذباتیت، ناعاقبت اندیشی اور نام ونمود حاصل کرنے کے شوق میں ہنگامہ خیزی سے کام لینے کی غلطی کی، وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت اور تعصب، تہذیبی وثقافتی محاذ آرائی کا شکار ہوئے، پھر نصاب تعلیم، صحافت اور ابلاغ عامہ کے ذریعہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اولاً تہذیبی وثقافتی ارتداد، ثانیاً (خاکم بدہن) ایمانی واعتقادی ارتداد کا شکار بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، یہ حالات یقیناً نہ صرف ایمانی ومذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے مسلمانوں کے لئے بھی جو گردوپیش کے حالات کو دیکھتا، اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے سخت تشویش انگیز ہیں، وہ کبھی مایوسی اور بعض اوقات حالات کے سامنے سپر انداز ہوجانے پر بھی آمادہ کرتے ہیں، لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کارخانہ عالم کی باگ ڈور ہے، اپنے دین کا محافظ، حق کا حامی، مظلوم کی مدد کرنے والا، پامال اور خستہ حال کو اٹھانے والا اور سرکش ومتکبر کو نیچا دکھانے والا ہے اور جس کی شان یہ ہے کہ:

"الا له الخلق والامر"

ترجمہ: "دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی

ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔"

کوئی انقلاب اور تغیر حال ناممکن نہیں' اس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے:

"کہو کہ اے خدا! (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے' ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار میں جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔" (سورۂ آل عمران:۲۶'۲۷)

ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح و مغلوب قوم کے غالب آنے اور ایک فاتح اور غالب ملک کے مغلوب ہونے کے بارے میں کوئی امید تھی نہ کوئی پیشگوئی کی جرأت کرسکتا تھا قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا ہے:

"پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے خدا کی مدد سے وہ جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب و مہربان ہے۔"

لیکن اس تبدیلی حال اور اس خطرے سے بچنے کے لئے جواب مشاہدہ اور تجربہ کی شکل میں آگیا ہے کچھ خدائی قانون' اس کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبر انسانیت کی تعلیمات اور خود اس کا اسوۂ سنت اور اس کے تربیت یافتہ اصحاب کا بلیغ کا نمونہ و عمل ہے' پیش نظر مضمون میں قرآن و حدیث سیرت نبوی اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں چند شرائط و ہدایات کو پیش کیا جارہا ہے:

۱:.....اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام رجوع الی اللہ' انابت' توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال (گریہ و زاری) ہے قرآن مجید کی صریح آیت ہے:

"اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورۂ بقرہ:۱۵۳)

ایک دوسری آیت میں فرمایا:

"بھلا کون بے قرار کی التجا کو قبول کرتا' جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے۔" (سورۂ نمل:۶۲)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

"اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو' عجب کیا ہے کہ تمہارا پروردگار (اس سے) تمہارے گناہ تم سے دور کردے۔" (سورۂ تحریم:۸)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ذرا بھی کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے اور دعا میں مشغول ہوجاتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو آپ نماز شروع کردیتے۔"

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تیز ہوا والی رات ہوتی تو آپ کی پناہ گاہ مسجد ہوتی' آپ وہاں اس وقت تک تشریف رکھتے کہ ہوا ٹھہر جاتی اگر آسمان میں سورج یا چاند کو گہن پڑتا تو نماز ہی کی طرف آپ کا رجوع ہوتا اور آپ اس وقت تک مشغول رہتے کہ گہن ختم ہوجاتا۔"

اس بنا پر اس وقت دعا و مناجات' تلاوت قرآن پاک خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہئے جن میں امن و امان اور فتح و نصرت کا مضمون آیا ہے مثلاً سورۂ قریش اور آیت کریمہ "لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین" کا ورد رکھا جائے۔

۲:.....دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے' گناہوں سے اجتناب اور احتراز برتا جائے' حقوق کی ادائیگی ہو اس سلسلہ میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس ایک فرمان کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا وہ تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ منصور بن غالب کے نام جب کہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے' امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بہترین سامان' موثر ترین تدبیر اور حقیقی طاقت ہے' امیر المومنین کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں کیونکہ گناہ دشمن کی تدبیروں سے زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجاتے ہیں' اگر ہم اور وہ دونوں معصیت میں برابر ہوجائیں تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے' اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں جہاں تک ممکن ہو

اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں۔" (تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول)

۳:..... غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کریں اور ایسے کسی موقع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں' ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت وہ فطری' معقول' پرکشش اور دل و دماغ کو تسخیر کرنے والا دین قرآن مجید کا اعجازی صحیفہ اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش اور دلآویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر کرنے والی تعلیمات ہیں جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائیں تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور انہیں نے دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن اور ذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا اور ملک کے ملک (جو اپنی صدہا سال کی تہذیبیں' فلسفے اور حکومتیں رکھتے تھے) ان کے حلقہ بگوش اور ان کے داعی و مبلغ بن گئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی اس ذمہ داری کے احساس و شعور میں بڑی کوتاہی کی اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات نشانیوں اور اذان و نماز (جو شہروں دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتی ہے کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے وہ ان کے مفہوم و مطلب سے اتنے ناواقف ہیں کہ جن کا قیاس میں آنا مشکل ہے۔ ان کے سلسلے میں ایسے تجربے کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں اس مقصد کے لئے اردو' انگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔

۴:..... اس سب کے ساتھ اس ملک میں جس میں صدہا سال سے مسلمان رہتے چلے آئے ہیں اور بظاہر ان کو اسی ملک میں رہنا ہے' بجائے باہم' انسانی اور شہری بنیادوں پر اتحاد و تعاون اور انسانی جان اور عزت و آبرو کے تحفظ اور انسان کے احترام اور اس سے محبت کی تبلیغ اور تلقین ضروری ہے جو اس ملک کی فضا کو مستقل طور پر معتدل اور پرسکون بلکہ راحت اور باعزت رکھنے کی ضامن ہے اور جس کے بغیر اس ملک کے (جس کے لئے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مرکز اور ویس ہونا مقدر ہوچکا ہے) ترقی اور نیک نامی الگ رہی' امن و امان اور سکون و اطمینان کے ساتھ باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

۵:..... ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی' صبر و تحمل بلکہ ایثار و فیاضی کے ساتھ عزم و ہمت' صبر و ثبات' شجاعت و دلیری کی صفت' راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے اجر و ثواب کی طمع اور جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود و زندہ رہنا چاہئے' اس کے لئے ان صحابہ کرامؓ کے حالات اور داعیان اسلام کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کا سننا و سنانا جاری رکھنا چاہئے' جنہوں نے راہ خدا میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں اور ان کو افضل اعمال اور قرب خداوندی و حصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا' کچھ عرصہ پہلے پڑھے لکھے اور دیندار گھرانوں میں واقدی کی فتوح الشام منظوم اردو ترجمہ صمصام الاسلام گھروں میں مجلسوں میں پڑھا جاتا تھا اور اس کا بڑا اثر پڑتا تھا' اب بھی حکایات صحابہ (از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)' شاہنامہ اسلام (حفیظ جالندھری) اور راقم سطور کی کتاب "جب ایمان کی بہار آئی" سے کام لیا جاسکتا ہے ان کو مسجدوں' مجلسوں اور گھروں میں پڑھنے کا رواج ڈالنا چاہئے۔

۶:..... بڑی ضروری اور آخری بات یہ ہے کہ اس وقت ہر گھر کے ذمہ داروں' بچوں کے والدین اور موجودہ نسل کے لوگوں کو اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسل کو دین کی ضروریات سے اسلامی عقائد و دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف کرانے اور بنیادی تعلیم دینے کی ذمہ داری خود قبول کرنا ہے اور ان پر لازم ہے کہ اس کو اپنا ایسا ہی انسانی و اسلامی فرض سمجھیں جیسا کہ بچوں کی خوراک و غذا' لباس و پوشاک' صحت و بیماری کے علاج کی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں دین کی ضرورت' عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدے کی حفاظت اور تقویت کا کام ان جسمانی و طبعی ضروریات کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور اس سے غفلت ان انسانی و جسمانی ضروریات کی تکمیل سے غفلت اور اس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لینے سے زیادہ خطرناک اور برے نتائج کا سبب ہے' اس لئے کہ دینی تعلیم و تربیت اور صحیح اسلامی عقائد کا معاملہ ایک لافانی و ابدی زندگی (حیات بعد الموت) کے انجام اور اچھے برے نتائج سے تعلق رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے:

"اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے۔" (سورۂ تحریم:۶)

اور صحیح حدیث میں آتا ہے کہ: تم میں سے ہر ایک ایک حاکم اور زیر دست اور زیر فرمان لوگوں کے ذمہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر ایک سے اس کی اپنی اس رعیت (زیر اثر لوگوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس لئے گھر' محلہ' مسجد' مکتب اور مدرسہ میں بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر عاقل و بالغ مسلمان اور عیال دار آدمی کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

آہ..... حضرت نفیس الحسینیؒ

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے، جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کے آخری پیغمبرؐ پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

”الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔“

پچھلے مہینے حضرت نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع کمالات ہر دلعزیز اور نہایت محبوب شخصیت بھی ہم سے جدا ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت نفیسؒ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کی ایسی ولآویز خصوصیات سے نوازا تھا جو خال خال ہی کسی ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں، وہ انتہائی خاموشی کے ساتھ امت کی گرانقدر خدمات میں مصروف تھے، ان خدمات کا فیض چار سو پھیل رہا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان حضرات میں سے تھے، جن کے وجود کی ٹھنڈک اس فتنوں بھرے دور میں ہم جیسے لوگوں کے لئے ڈھارس کا سبب بنا کرتی تھی، اور جن کا تصور قحط الرجال کے زمانے میں مایوسی کے احساس کو دور کیا کرتا تھا، آج یہ سایہ رحمت وشفقت ہمارے سر سے اٹھ گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت نفیس شاہ صاحب قدس سرہ کی ابتدائی شہرت ان کی خطاطی کے حوالے سے ہوئی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ خوش نویسی کے میدان میں ان کے شہ پارے اپنے حسن توازن اور دلکشی سے انسان کو مبہوت کردیتے تھے اور ملک وبیرون ملک انہیں ہر جگہ خراج تحسین پیش کیا گیا، لیکن ان کی اصل خصوصیت جس نے انہیں مقبولیت اور محبوبیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچایا، ان کی روحانیت، ان کا اخلاص، دین کے لئے ان کا سوز وگداز، امت کی فکر، بزرگوں سے تعلق اور سادگی وتواضع کے وہ اوصاف تھے جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے فیض صحبت نے پیدا کئے تھے اور جن کی وجہ سے جو ان کے جتنا قریب ہوتا، اتنا ہی ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

میں شروع میں انہیں ایک عظیم خطاط ہی کی حیثیت سے جانتا تھا، ان کی خوشنویسی کا ہر شاہکار یقیناً اپنی طرف دل کو کھینچتا تھا، شاید اکا دکا موقع پر دور دور سے ملاقات بھی ہوئی ہو، لیکن ان کے اصل جوہر اس وقت سامنے آئے جب کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔

یہ موقع سب سے پہلے ۱۹۷۴ء میں حاصل ہوا، یہ وہ وقت تھا جب ملک بھر میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک چل رہی تھی۔ مجلس ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی قائدین متحد ہو کر یہ تحریک چلا رہے تھے، اور شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری صاحب قدس سرہ انتہائی جانفشانی سے اس کی سربراہی فرما رہے تھے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ۳۸/ ارکان اسمبلی کی طرف سے ایک قرارداد پیش ہوئی تھی اور مرزائیوں کے دونوں گروپوں یعنی قادیانی اور لاہوری جماعتوں نے اپنا اپنا بیان اسمبلی میں داخل کیا تھا، قرارداد کی تائید میں مسلمانوں کی طرف سے ایک بیان بھی داخل ہونا تھا، اس بیان کو مرتب کرنے کے لئے حضرت مولانا بنوری صاحب قدس سرہ نے بندہ کو کراچی سے راولپنڈی بلایا اور طے پایا کہ بیان کا مذہبی حصہ میں لکھوں اور سیاسی حصہ برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب تحریر فرمائیں، وقت بہت کم تھا تقریباً دس روز کے اندر یہ بیان نہ صرف تیار ہونا تھا بلکہ اسے چھاپ کر ارکان اسمبلی میں تقسیم بھی کرنا تھا، اس وقت کمپیوٹر کا رواج نہیں تھا، اس لئے طے پایا کہ جتنا جتنا بیان لکھا جاتا رہے، ساتھ ساتھ اس کی کتابت بھی ہوتی رہے اور کتابت بھی اعلیٰ معیار کی ہو، اس کے لئے ضروری تھا کہ کچھ کاتب صاحبان کو راولپنڈی بلا کر ہمارے ساتھ ہی بٹھا دیا جائے، سوال یہ پیدا ہوا کہ کون کاتب صاحبان ایسے ہو سکتے ہیں جو اپنا سارا کام چھوڑ کر یہاں ایسی جگہ آ بیٹھیں جو اس وقت کے ماحول میں خطرات سے بھی پُر تھی، اس سلسلے میں مشورہ ہونے لگا تو میں نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ سے عرض کیا کہ: ”حضرت! اگر اس کے لئے جناب نفیس شاہ صاحب کو دعوت دی جائے تو کیا ہی اچھا ہو، اور میرا اندازہ ہے کہ اگر آپ ان کو فون کریں گے تو انشاءاللہ وہ ضرور منظور کرلیں گے۔“

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر بشاشت ظاہر ہوئی اور انہوں نے بے

ساختہ ارشاد فرمایا: "نفیس تو پھر نفیس ہی ہیں۔"

چنانچہ حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے انہیں پیغام بھیجا اور پیغام پہنچنے کی دیر تھی کہ حضرت نفیس شاہ صاحبؒ اپنے شاگردوں کی ایک پوری ٹیم لے کر راولپنڈی پہنچ گئے، ادھر ہم بیان کا مسودہ لکھتے جاتے اور شام کے وقت ارکان اسمبلی کے سامنے اسے سنانے کے بعد اس کو حتمی شکل ملتی اور ادھر حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کے شاگرد اس کی کتابت کرتے جاتے اور اس طرح رات دن یہ کام جاری رہا اور دس روز میں دو سو صفحے کی کتاب "امت مسلمہ کا موقف" کے نام سے مرتب بھی ہوگئی، اس کی کتابت بھی ہوئی اور وہ چھپ کر تیار بھی ہوگئی۔

یہ یادگار اور تاریخی عشرہ اس طرح گزرا کہ حضرت نفیس شاہ صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے اور ان کی صحبت اٹھانے کا موقع ملا اور اس کے نتیجے میں ان کی محبت دل میں سماگئی، اگرچہ ہم دن رات اپنے کام میں اس طرح مشغول تھے کہ کسی اور طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہیں تھا، لیکن اس مشغولیت میں بھی ان کی دل نواز ادائیں ان کی گفتگو اور ان کی زبان سے بزرگوں کے تذکرے دل میں گھر کرگئے۔

یہ دس دن چونکہ ہم نے ہم پیالہ وہم نوالہ بن کر گزارے تھے، اس لئے اس کے بعد باہمی تعلق میں مزید اضافہ ہوا، ان کے ساتھ کبھی لاہور اور کبھی کراچی میں بہت سی مجلسیں رہیں اور وہ بھی بندہ پر بہت شفقت فرمانے لگے، یہ بے تکلفی یہاں تک بڑھی کہ جب میں نے اپنے ماہنامہ "البلاغ" کا "مفتی اعظم نمبر" شائع کرنے کا ارادہ کیا تو انہی سے درخواست کی کہ وہ کی کتابت اپنی نگرانی میں کروائیں اور اس طرح ایک مرتبہ پھر راولپنڈی کی یاد تازہ ہوجائے۔ یہ درخواست اگرچہ اس لحاظ سے بڑی عجیب لگتی تھی کہ ملک کا وہ مایہ ناز خطاط جس کے فن پاروں کا دنیا بھر میں مانا جاتا تھا، وہ اپنا سارا کام چھوڑ چھاڑ کر اپنے ایک نیاز مند کی درخواست پر رخت سفر باندھ لے اور کراچی آکر مقیم ہوجائے، لیکن انہوں نے محبت کا یہ حیرت انگیز حق ادا کیا کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کراچی آکر تقریباً دو ماہ تک دارالعلوم میں مقیم رہے اور اس وقت مقیم رہے جب دارالعلوم کا مہمان خانہ آج کی طرح آرام دہ نہیں تھا اور اس طویل عرصے میں چودہ سو صفحات پر مشتمل "مفتی اعظم نمبر" اپنی نگرانی میں تیار کرایا۔

اس مرتبہ چونکہ ساتھ رہنے کی مدت طویل بھی تھی اور کام کی اتنی جلدی بھی نہیں تھی جتنی راولپنڈی میں تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی صحبت خوب خوب میسر آئی ان کی ایک خاص ادا یہ تھی کہ وہ بزرگوں اور خاص طور پر ماضی قریب کے بزرگوں کا مجسم تذکرہ تھے، ہر موقع کی مناسبت سے انہیں کسی نہ کسی بزرگ کا کوئی واقعہ یا ملفوظ یاد آجاتا اور وہ اس سے حاضرین کو مستفید فرماتے تھے، حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی جماعت مجاہدین کے تقریباً ہر ہر فرد کے حالات ایسا لگتا تھا کہ انہیں ازبر ہیں، وہ ان کے نسب تک سے واقف تھے اور ان کی زبان سے ایسے ایسے بزرگوں کے حالات خاصی تفصیل کے ساتھ سننے میں آتے تھے جن کا ہم نے پہلے نام بھی نہیں سنا تھا، اس لئے ان کے ساتھ بیٹھ کر نہ صرف معلومات میں بہت اضافہ ہوتا تھا، بلکہ بزرگوں کے افادات سے استفادے کا موقع ملتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نفیس شاہ صاحب قدس سرہ کو شعر کا بھی بڑا بلند ذوق عطا فرمایا تھا، چونکہ اس ساتھ ان مجلسوں میں ان کی بلند معیار شاعری سے بھی لطف اندوز ہونے کا موقع ملا، یہاں تک کہ جب ان کے اشعار کا مجموعہ "برگ گل" کے نام سے شائع ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بھیجا کہ میں اس پر پیش لفظ لکھوں اور وہ میرے پیش لفظ ہی کے ساتھ شائع ہوا۔

خلاصہ یہ کہ راولپنڈی اور کراچی میں ان کے ساتھ گزارے ہوئے دن ان کے ساتھ ایک ناقابل شکست تعلق کی بنیاد بن گئے، پھر ان سے بفضلہ تعالیٰ ملک کے مختلف حصوں میں بار بار ملاقات کا شرف حاصل رہا اور ہر بار انہوں نے اپنی شفقتوں سے نہال فرمایا، میں نے ان کے بارے میں کسی جگہ لکھا تھا کہ "ان کے ہاتھوں سے پھول کھلتے اور منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔" واقعہ یہ ہے کہ اس جملے میں مبالغے کا کوئی شائبہ نہیں تھا، ان کی باتیں سننے سے دل نہیں بھرتا تھا اور جب بھی کسی جگہ ان سے ملاقات ہوجاتی تو دل کھل اٹھتا تھا۔

وہ ۱۹۵۷ء میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے تھے۔ بیعت کہنے کو بہت سے لوگ ہوجاتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے شیخ سے بھرپور فیض حاصل کیا اور ایک ہی سال میں انہیں اپنے شیخ کامل سے بیعت وارشاد کی اجازت حاصل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خطاطی کے جس فن سے نوازا تھا، اس پر انہیں بہت سے ملکی اور غیر ملکی اعزازات حاصل ہوئے، لیکن اس کی بنا پر طبیعت میں کوئی پندار پیدا ہونے کے بجائے طبیعت کی سادگی، تواضع اور درویشی میں اور اضافہ ہوگیا اور پھر کیفیت یہ ہوگئی کہ خطاطی اور کاتب حضرات کو اصلاح دینا تو ایک بہانہ تھا، ورنہ ان کا مستقر ایک "دکانِ معرفت" بن گیا، جہاں سے تھے، لیکن ان کی کسی ادا میں پیروں اور مشائخ کے کروفر کا کوئی گزر نہیں تھا، اور دیکھنے والا پہچان بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ طریقت ومعرفت کے کیسے جام

لنڈھائے بیٹھے ہیں، نہ جانے کتنی زندگیاں ان کی صحبت کے فیض سے بدلیں، کتنے انسانوں میں انقلاب آیا، اور کتنے افراد ان کے چشمہ معرفت سے سیراب ہوئے۔ ان کی متعدد تالیفات بھی ایسے موضوعات پر منظر عام پر آئیں جن پر لکھنا انہی کا حصہ تھا، اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے مسائل کے لئے ان کی آنکھیں ہر دم کھلی تھیں اور وہ امت کو پیش آنے والے حالات سے پوری طرح باخبر رہ کر نہایت خاموشی کے ساتھ اجتماعی جدوجہد میں اپنا حصہ لگاتے رہتے تھے۔

جولائی ۲۰۰۷ء میں انہوں نے ازبکستان کا سفر کیا اور وہیں سے آپ کے کان میں تکلیف شروع ہوئی جو دماغ تک پہنچ گئی، اس وقت سے علالت کا سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ آخر میں بے ہوشی کی حد تک جا پہنچا۔

مورخہ ۲۶/محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۰۸ء کو میں صبح کو بخاری شریف کے درس میں تھا کہ ایک ساتھی نے یہ جانکاہ خبر سنائی کہ آج ہی صبح حضرت نفیس شاہ صاحبؒ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دل پر ایک بجلی سی گری، ایسے بزرگوں کا وجود نہ جانے کتنے فتنوں کے لئے آڑ بنا رہتا ہے اور ان کا دنیا سے اٹھ جانا پوری امت کا نقصان ہوتا ہے، ان کے لئے درس بخاری ہی میں دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے ساتھ یہ دعا بھی زبان پر آئی: اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔

ان کے صاحبزادے کی وفات ان کی زندگی ہی میں ہوچکی تھی، لیکن ان کے پوتے سید زید الحسینی بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆............☆☆

حمد باری تعالیٰ

مانگ تو اپنے خدا سے ہے وہی حاجت روا

چل رہا ہے جس کی قدرت میں نظام دو جہاں
ذات ہے لاریب اس کی باکمال و باصفا

عزت و ذلت یقیناً ہے اسی کے ہاتھ میں
قدرت حق میں نہیں حائل کوئی شاہ و گدا

وقت مشکل صدق دل سے ہم پکاریں گے اسے
مشکلیں ساری کرے گا حل ہماری کبریاء

خواجہؒ ہر دوسرا نے یہ دیا مجھ کو سبق
خالق و غفار کے آگے تو سر اپنا جھکا

حاجتیں ہوجائیں گی پوری تری لاریب سب
مانگ تو اپنے خدا سے ہے وہی حاجت روا

چھوڑ دے تو شرک و بدعت کی رسومات کہن
تاکہ راضی تجھ پہ ہوجائے حبیب کبریاء

جس کا انور ہے بھروسہ خالق و غفار پر
اس کو محشر میں نہیں خوف و خطر کوئی ذرا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

توبہ کی حقیقت

توبہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے چند باتیں ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہیں، اول یہ کہ توبہ کے معنی لوٹ کے آنے کے ہیں، بندہ جب گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑتا ہے اور جب توبہ کرتا ہے تو گویا لوٹ کے واپس آجاتا ہے۔

توبہ کی شرائط

۱:... توبہ کے لئے سب سے پہلی بات توبہ ضروری ہے کہ آدمی کے دل میں یہ مضمون پیدا ہوجائے کہ گناہ کرکے میں اللہ تعالیٰ سے دور ہوگیا ہوں اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں جرم کا ارتکاب کیا ہے، میں مجرم ہوں، اس احساس کے ساتھ اس کے دل میں ندامت پیدا ہوگی اور اس کی علامت دل میں شرمسار اور شرمندہ ہوجانا اور آنکھیں اوپر نہ اٹھا سکنا ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب خطا کا صدور ہوا تھا، اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ زمین پر اتر جاؤ، تو یوں کہتے ہیں کہ سو سال تک انہوں نے نظر اوپر اٹھا کر نہیں دیکھا، اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے تھے اور قرآن کریم میں ان کی توبہ کی دُعا نقل کی ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نے کہا:

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے (اپنا نقصان کرلیا ہے) اور اگر آپ ہماری بخشش نہیں فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے تو کوئی شبہ نہیں کہ ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔" (الاعراف:۲۳)

تو پہلی چیز یہ کہ ہمیں واقعتاً احساس ہوجائے کہ ہم گناہ کرکے مجرم کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں، اور ہمارے دل میں ندامت پیدا ہوجائے کہ واقعی ہم سے قصور ہوا ہے، حدیث شریف میں فرمایا ہے: "الندم توبة" ..... توبہ ندامت کا نام ہے..... (ترغیب وترہیب، ج:۴، ص:۹۴ بحوالہ حاکم) کسی شخص کے دل میں ندامت ہی پیدا نہ ہو اور زبان سے توبہ کرتا رہے، یہ توبہ نہیں، تو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ توبہ کا پہلا قدم یہ ہے کہ آدمی کے دل میں ندامت پیدا ہو، اور وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھے۔

۲:... دوسری شرط یہ ہے کہ گناہوں کا علم ہو، جو آدمی گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا، اس کے دل میں ندامت پیدا نہیں ہوگی، وہ یہ کہے گا کہ: "میں نے کون سا قصور کیا ہے کہ توبہ کروں؟" بے شمار لوگ ایسے ہیں جو گناہ سے واقف ہی نہیں، یعنی یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم گناہ کررہے ہیں، اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بیان کرنے کا اہتمام فرمایا ہے تاکہ امت کو معلوم ہوجائے کہ یہ چیزیں گناہ ہیں۔

صغیرہ گناہوں کو تو ضبط کرنا ہی مشکل ہے، لیکن کبیرہ گناہوں کی بعض اکابر نے فہرست مرتب کردی ہے اور اس کے لئے مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں شیخ ابن حجر کی رحمہ اللہ کی کتاب "الزواجر عن الکبائر" اچھی کتاب ہے، اس موضوع پر حافظ شمس الدین رحمہ اللہ کا بھی ایک مختصر سا رسالہ ہے، اس میں بھی کبیرہ گناہوں کی فہرست جمع ہے، حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے بھی کبیرہ گناہوں پر "جزاء الاعمال" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ کا بھی ایک رسالہ ہے "گناہ بے لذت" اس میں بھی کبیرہ گناہوں کو جمع کیا ہے، حضرت مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ کا ایک رسالہ ہے "دوزخ کا کھٹکا" اس میں بھی اچھا مجموعہ گناہ کبیرہ کا جمع کردیا گیا ہے۔

کبیرہ گناہ بہت سے ایسے ہیں جو انسان کے دل سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو زبان سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو کان سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے پیٹ سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے شرمگاہ سے تعلق رکھتے ہیں، تو ان گناہوں کا ہمیں علم ہو اور اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گناہوں پر جو وعیدیں سنائی ہیں کہ ایسا کرنے والے کو یہ سزا ملے گی، وہ بھی ہمارے سامنے ہوں اور اس بات کا یقین ہو کہ یہ سزائیں جو ذکر فرمائی گئی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے معافی عطا نہ فرمائی تو پھر ان سزاؤں کا ہم سے تحمل نہیں ہوسکے گا، تو یہ دوسری چیز ہوئی یعنی ہم کو گناہوں کا اور ان پر ملنے والی سزاؤں کا علم ہوتا کہ اس پر ندامت کا مضمون پیدا ہو۔

۳:... اور تیسری چیز کہ جب یہ معلوم ہوگیا کہ میں مجرم ہوں، اور مجھ سے قصور ہوا ہے تو دل کے ساتھ اور زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہو، صرف زبان سے نہیں بلکہ یوں سمجھے کہ مجرم کو حاکم کے سامنے پکڑ کر لایا گیا ہے، یا کسی بھگوڑے غلام کو آقا کے سامنے لایا گیا ہے، اس وقت وہ دل سے بھی شرمندہ ہوگا اور زبان سے بھی معافی کا خواستگار ہوگا، اگر کوئی غلام یا کوئی مجرم حاکم کے

سامنے لایا جائے اور وہ زبان سے کچھ نہ کہے، لوگ اس کو کہا کرتے ہیں کہ ارے معافی مانگ لے، کہہ دے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، معاف کردیجئے، لیکن اگر وہ نہیں بولتا اور اپنے قصور کا اقرار کرکے معافی کا طالب نہیں ہوتا تو حاکم کو غصہ آنا ہی چاہئے، لیکن اس پر دیکھنے والوں کو بھی غصہ آتا ہے کہ بدبخت کے منہ سے اتنا بھی نہیں نکلتا ہے کہ مجھے معاف کردو، بھول ہوگئی ہے، غلطی ہوگئی ہے، معاف کردیں تو تیسری چیز ہے زبان اور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا۔

۴:... چوتھی بات یہ کہ سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ تواب ہیں، توبہ قبول کرنے والے ہیں ضرور قبول فرمائیں گے میری توبہ، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو بڑے سے بڑے گناہگار کو معاف کرسکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے، یہاں پر آکر شیطان دھوکا دیتا ہے اور وہ بندے سے کہتا ہے کہ: ''تو نے اتنے گناہ کئے ہیں، اتنے گناہ کئے ہیں، اب تو معافی کے لائق نہیں رہا، تیرے گناہوں کو کیسے معاف کیا جاسکتا ہے؟ دیکھو تو سہی کہ تو نے کتنے جرائم کئے ہیں؟'' شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ رحمت سے مایوس ہوجائے، توبہ نہ کرے، اسی مقصد کے لئے شیطان اس کے گناہوں کو اتنا بڑا کرکے پیش کرتا ہے کہ اس کو یقین ہوجائے کہ میری کسی طرح بھی معافی نہیں ہوسکتی، میں ایسا گناہگار ہوں کہ لائق رحمت ہی نہیں رہا، اس کو کہتے ہیں کہ مایوسی کفر ہے، شیطان گناہ کو بڑا دکھاکر مایوس کرنا چاہتا ہے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگے نعوذ باللہ! تو چوتھی چیز یہ ہے کہ آدمی شیطان کے اس مکر کو سمجھے، وہ گناہ کرتے وقت تو کہتا ہے کہ گناہ کرلے، اللہ بڑا غفور رحیم ہے، معافی مانگ لینا اور جب بندے نے حماقت سے گناہ کرلیا تو اس کو رحمت سے مایوس کرتا ہے کہ تیری بخشش نہیں ہوسکتی، بندے کو شیطان کے اس مکر میں نہیں آنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف کردیں اور وہ سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو ضرور معاف فرمادیتے ہیں۔

اللہ کی شانِ کریمی

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''بندے نے گناہ کیا، اس سے یہ حماقت ہوئی کہ اس سے گناہ صادر ہوگیا، بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''یااللہ! مجھے معاف فرمادیں، مجھ سے قصور ہوا ہے، مجھے معاف فرمادیں'' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''میرے بندے نے گناہ کیا، اس کے بعد وہ توبہ کے لئے میرے پاس آیا اور میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف فرمادیا کرتا ہے، سو میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف فرمادیا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس نے دوبارہ گناہ کا ارتکاب کیا اور گناہ کرکے پھر اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ: ''یااللہ! مجھ سے غلطی ہوئی، جرم ہوا ہے، اپنی رحمت سے اس کو معاف فرمادیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے بندے نے قصور کیا ہے اور وہ تائب ہوکر میرے پاس آیا ہے اور میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ کو معاف نہیں کرتا، میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا۔'' تیسری بار پھر بندہ گناہ کرتا ہے، پھر اسی طرح تائب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے سے غلطی ہوئی اور اب یہ تائب ہوکر میرے پاس آیا ہے اور یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف کردیا کرتا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو معاف کرسکے، لہٰذا میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا اور آئندہ یہ جو کچھ بھی کرتا رہے، میں نے معاف کردیا۔''

اللہ اکبر! کیا شانِ کریمی ہے! یہ نہیں فرماتے کہ: ''میں دوبار اس کو معاف کرچکا ہوں، لیکن یہ پھر گناہ کرتا ہے، تیسری بار پھر معافی مانگنے آیا ہے، اب اس کو معاف نہیں کروں گا'' نہیں! بلکہ اس کے بجائے یہ فرماتے ہیں کہ: ''میرا بندہ جتنی بار بھی گناہ کرے میں معاف کرتا جاؤں گا!'' قربان جائیے اس رحمت اور اس شانِ کریمی پر یہ مطلب نہیں کہ آئندہ گناہ تو کرتا رہے لیکن توبہ نہ کرے تو تب بھی معافی کا وعدہ ہے، نہیں! بلکہ یہ مطلب ہے کہ سو مرتبہ بھی گناہ کرکے آئے اور معافی کا طالب ہو، تب بھی میں معاف کرتا رہوں گا، گویا اس حدیث میں گناہ کرتے رہنے کی چھوٹ نہیں دی گئی، بلکہ بار بار توبہ کی ترغیب دی گئی ہے کہ خواہ کتنی ہی بار توبہ ٹوٹ گئی ہو تب بھی بندہ مایوس نہ ہو، بلکہ فوراً توبہ کی تجدید کرکے معافی کا مستحق ہوسکتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''اگر تم لوگ گناہ کرکے معافی کے طالب نہ ہوا کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جاتا، تمہاری جگہ کسی دوسری مخلوق کو لاتا جو گناہ کرتے، معافی مانگتے اور اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرماتے۔''

اللہ تعالیٰ کس کو سزا دیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا بھی دیتے ہیں، لیکن ایسے سرکشوں اور مجرموں کو سزا دیتے ہیں جو باغی ہوں اور جو لوگ اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے، اپنے ضعف و کمزوری کی وجہ سے یا اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کرلیتے ہیں، لیکن ارتکاب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کو معاف کردینا اتنا محبوب ہے کہ سزا دینا اتنا محبوب نہیں ہے،

اس غفور و رحیم کو بخشش فرمانا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت عذاب دینے کے، اور میں نے ایک حدیث شریف کا حوالہ دیا تھا اور اس کا ایک ٹکڑا ذکر کیا تھا، اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"اے ابن آدم! اگر تم سارے کے سارے ایک میدان میں جمع ہو جاؤ اور تمہارے گناہ اتنے زیادہ ہو جائیں کہ آسمان سے لے کر زمین تک، زمین سے لے کر آسمان تک، پورا خلا ان گناہوں سے بھر جائے اور تم آ کر میری بارگاہ میں توبہ کرو اور معافی کے طالب ہو جاؤ تو میں اتنی ہی مغفرت لے کر تمہارے استقبال کو آؤں گا جتنے تمہارے گناہ ہیں۔"

گناہوں کی نقدی پر مغفرت

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن کچھ بندے ایسے ہوں گے، جو گناہوں کی نقدی کے ذریعے اللہ کی مغفرت کے خریدار بن جائیں گے، نیکیوں کی نقدی کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت خریدی ہی جاتی ہے، لیکن گناہوں کے ذریعے بھی جبکہ آدمی ان کے ساتھ توبہ کو لگادے اللہ تعالیٰ کی مغفرت خریدی جاتی ہے۔

تو آدمی کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو، اس کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی، بلکہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ ہمارے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی مغفرت و قدرت کے احاطے سے باہر نہیں، جب چاہیں بخش دیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، لیکن وہ ہماری صفت ہیں، ہمارے افعال ہیں، ہمارے اقوال ہیں، ہماری صفات ہیں، ہم بھی مخلوق، ہماری صفات بھی مخلوق اور مغفرت اور بخشش اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، بندوں کی صفت اللہ کی صفت سے کیسے بڑھ سکتی ہے؟ بندے کی صفت بھی اتنی ہی چھوٹی ہے جتنا یہ خود چھوٹا ہے، اتنا چھوٹا جتنا چیونٹی کا انڈا ہوتا ہے، اتنا تو ہے یہ چارہ کل، ایک ذرۂ بے مقدار کی تو اس کی حیثیت ہے، آخر اس کے گناہوں کا رحمتِ خداوندی سے کیا مقابلہ؟ ارے! تمہارے تمام گناہوں کو دھونے کے لئے اس کی رحمت کا ایک چھینٹا کافی ہے، بس ضرورت اس کی ہے کہ تم سچے دل سے تائب ہو کر آؤ۔

۵:... پانچویں شرط یہ ہے کہ مجرم جب جرم سے توبہ کرتا ہے، معافی مانگتا ہے، تو یہ کہا کرتا ہے کہ آئندہ نہیں کروں گا، ایک شخص مجرم کو ڈانٹ رہا ہے اور پوچھتا ہے کہ: "پھر کروگے؟" وہ کہتا ہے: "میری توبہ! پھر نہیں کروں گا" اور اگر یہ کہے کہ آئندہ بھی کروں گا، تو وہ معافی نہیں مانگ رہا، مذاق اڑا رہا ہے، لہٰذا توبہ کے توبہ ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت آدمی یہ عزم رکھے اور پختہ ارادہ رکھے کہ آج کے بعد کوئی گناہ نہیں کروں گا، بس آج تک جو ہونا تھا ہو گیا، یہ آخری گناہ ہے، انشاء اللہ! اس کے بعد گناہ نہیں ہوگا۔ ہمیں معلوم ہے کہ اگرچہ یہ پھر گناہ کریں گے، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ بندے پھر گناہ کریں گے، اس لئے کہ یہ ہماری کمزوری ہے، لیکن بھائی! جس وقت کہ ہم توبہ کریں، اس وقت یہی عزم ہو کہ آج کے بعد پھر نہیں کریں گے، بس ختم، جیسے کوئی نشہ چھوڑ دیتا ہے تو چھوڑنے کے معنی یہ نہیں کہ آج کے بعد نہیں ہوگا، بس ختم۔ کوئی بری عادت چھوڑ دیتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ آج کے بعد نہیں کریں گے، ہم بھی جب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کریں تو یہ عزم لے کر کریں کہ انشاء اللہ آج کے بعد مجھے یہ کام نہیں کرنا ہے، بس اللہ تعالیٰ سے صلح ہوگئی لیکن اگر خدانخواستہ پھر گناہ ہو جائے تو یہ نہ سوچو کہ: "چونکہ میری توبہ ٹوٹ گئی، لہٰذا توبہ تو نبھتی نہیں ہے، تو اب توبہ ہی کیا کرنی ہے" اگر یہ سوچ کر آئندہ توبہ کرنا چھوڑ دو گے تو یہ غلط ہے، نہیں! بلکہ اگر بار بار توبہ ٹوٹ جائے تو بار بار اس کی تجدید کرو۔

توبہ ٹوٹنے پر مایوس نہیں ہونا چاہئے:

اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں، فرض کیجئے ایک شخص پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھا، بڑی مشکل سے مرض قابو میں آیا، علاج معالجہ اس کا ہوتا رہا، طبیب نے اس سے کہا کہ: "اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ آئندہ بدپرہیزی نہیں کروگے" اس نے کہا کہ: "جی بالکل نہیں کروں گا" طبیب نے توجہ سے علاج کیا، مرض قابو میں آ گیا، الحمدللہ! طبیعت بڑی حد تک بحال ہوگئی، لیکن اس نے پھر بدپرہیزی کرلی اور طبیعت پھر بگڑ گئی، بیماری بے قابو ہوگئی تو اب کیا یہ عقل کی بات ہوگی کہ چونکہ میں پرہیز نہیں کرسکتا تو اس لئے مرنے دو مجھے؟ کبھی دنیا میں کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو یہ کہے کہ مجھے مرنے دو مجھ سے پرہیز تو ہوتا نہیں، علاج کا کیا فائدہ؟ نہیں! بلکہ اس کے بجائے یہ ہوتا ہے کہ طبیب نے اس سے کہا کہ: "تم نے بدپرہیزی کی ہے؟" کہا: "جی بس ہوگئی، حکیم صاحب! آپ ذرا مہربانی کرکے توجہ کے ساتھ علاج کریں، انشاء اللہ پھر بدپرہیزی نہیں کروں گا" مطلب یہ کہ بدپرہیزی کو چھوڑنا چاہئے، علاج کو تو نہیں چھوڑا جاتا کہ چونکہ میں نے بدپرہیزی کی ہے، لہٰذا میرا علاج نہ کراؤ، بس چھوڑ دو، مجھے اس طرح مرنے دو، خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ جب ہم نے توبہ کرلی تو آئندہ بدپرہیزی سے تو ضرور بچنا چاہئے، اپنی توبہ پر قائم رہنا چاہئے۔ ارے عزم یہی ہونا چاہئے کہ آئندہ مجھے یہ گناہ نہیں کرنا ہے، لیکن اگر خدا نہ کرے گناہ پھر ہو جائے تو ہمت ہار کر اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جائے اور یہ نہ سوچے کہ مجھے توبہ پر استقامت تو نصیب ہوئی نہیں، اب کیا توبہ کریں، بس توبہ کا خیال چھوڑ دینا چاہئے اور بے دھڑک گناہ کرتے رہو، نہیں! تم نے بدپرہیزی کرلی تو پھر توبہ کرلو، پھر بدپرہیزی کرلی، پھر توبہ کرلو، حتیٰ کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر ایک دن میں سو مرتبہ توڑ دی ہو تو سو مرتبہ اس کو جوڑ لو، اگر نفس اور شیطان اتنے حاوی ہیں کہ توبہ پر قائم نہیں رہنے دیتے تو اتنا تو کرو کہ جب بھی توبہ کرو تو یہ نیت کرلیا کرو کہ اب نہیں کروں گا۔

(جاری ہے)

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

سالانہ عظیم الشان

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کوئٹہ

17 مئی 2008ء بروز ہفتہ
بعد نماز مغرب، جامع مسجد طوبیٰ کوئٹہ
18 مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب،
جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

زیر صدارت: حضرت مولانا **عبدالواحد** مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان

صوبائی نائب امیر: حضرت مولانا **عبداللہ منیر** مدظلہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان

مفکر ختم نبوت
حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** (مرکزی ناظم اعلیٰ)
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

مجاہد ختم نبوت
مولانا **محمد اسماعیل شجاع آبادی** مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شاہین ختم نبوت
مولانا **اللہ وسایا** مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خطابات
ان شاء اللہ تعالیٰ

◄◄ حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، آف سکھر ◄◄ حضرت مولانا قاری انوار الحق حقانی، خطیب جامع مسجد مرکزی کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا قاری عبدالرحیم، صوبائی ناظم نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ◄◄ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ ◄◄ حضرت مولانا محمد راشد مدنی، مبلغ رحیم یار خان ◄◄ حضرت مولانا عبدالستار شاہ، مہتمم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ نیلا گنبد کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا عبدالباقی، شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا قاری مہر اللہ، مہتمم مدرسہ تجوید القرآن کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق، خطیب جامع مسجد طوبیٰ کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا غلام غوث آربانوی، ناظم تعلیمات جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نیاز، خطیب جامع مسجد سراج کوئٹہ ◄◄ حضرت مولانا سیّد نور الدین ہاشمی خطیب جامع مسجد نورانی کوئٹہ

الداعی الی الخیر: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، آرٹ اسکول روڈ کوئٹہ رابطہ: 081-2841995

صحبت باولیاء

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

ایک دلچسپ روحانی اور ایمانی محفل

امام اہلِ سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی مجلس میں!

۶/ اپریل ۲۰۰۸ء بروز اتوار امام انقلاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علوم وافکار کے امین عظیم اسکالر، ہمارے شیخ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ وصال فرماگئے۔ جنازہ میں شرکت کے بعد گکھڑ میں امام اہل سنت، راہبر شریعت، پاسبان مسلک اہل سنت، اپنے پیرومرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی خدمت اقدس میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوئے، اس وقت میرے ساتھ دو پرانے ساتھی حضرت مولانا فقیر محمد صاحب (ایبٹ آباد)، حضرت مولانا عبدالناصر مہنداایجنسی (ایبٹ آباد) تھے، حضرت ڈاکٹر بشیر احمد (لاہور) اور حضرت شیخ کے پوتے حضرت خان انصر ماجد وہاں موجود تھے۔

حضرت خان انصر ماجد نے جب اندر بلایا تو اس طرح ملاقات ہوئی: سب سے پہلے مولانا عبدالناصر ملے۔ حضرت نے فرمایا: کہاں سے؟ مہمند ایجنسی حال ایبٹ آباد۔ کون سی برادری سے تعلق رکھتے ہو؟ مہمند۔ یہ کہاں جاکر ملتے ہیں؟ مولانا عبدالناصر نے عرض کیا مجھے آگے پتہ نہیں، حضرت شیخ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے ملتے ہیں، مولانا فقیر محمد نے سلام کیا تو فرمایا: کہاں سے؟ مولانا نے کہا خواجگان مانسہرہ، اب ایبٹ آباد میں پڑھاتا ہوں کون سی برادری سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا: تنولی۔ یہ کہاں جاکر ملتے ہیں؟ مولانا فقیر محمد نے کہا: سنا ہے کہ حضرت عباسؓ سے مگر مجھے صحیح معلوم نہیں، پھر میں نے سلام کیا تو فرمایا: کہاں سے؟ جی آپ کا خادم محمد اسرائیل مانسہرہ سے، کون سی برادری سے تعلق رکھتے ہو؟ جی گجر، حضرت نے فرمایا: گجروں کی کون سی گوت ہے؟ میں نے کہا: چیچی، حضرت نے فرمایا: گجروں کی اور گوتوں کے نام بتاؤ، جی کھٹانہ، بجران، پسوال، بوبن، باڑیاں، کسانہ، راجپوت، بھامڑہ لاتعداد گوتیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا: چیچی گوت کا شجرہ نسب کہاں جاکر ملتا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہما السلام سے، حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت عیص علیہ السلام جو حضرت اسرائیل علیہ السلام (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے ساتھ پیدا ہوئے، حضرت نے فرمایا: یہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: تاریخ گوجراں حافظ عبدالحق سیالکوٹی نے لکھی ہے۔ حضرت نے فرمایا: یہ کتاب کہاں سے ملتی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں کسی جگہ سے لے کر خدمت اقدس میں پیش کروں گا، حضرت نے فرمایا: میری والدہ گجر قوم کی چیچی گوت سے تعلق رکھتی تھیں، بہت بچپن کی عمر تھی کہ وہ فوت ہوگئیں، مجھے ان کا چہرہ یاد نہیں کہ وہ گوری تھیں یا کالی؟

میں نے کاغذ لیا اور لکھنا شروع کردیا، حضرت! آپ کے نانا کا نام کیا تھا؟ فرمایا: فقیر اللہ، حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ فقیر کے پاس کچکول ہوتا ہے تو میرے نانا نے کہا: میں خود کچکول ہوں، پھر وہ کچکول بابا کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت! آپ کے ماموں کتنے تھے؟ تین ایک کا نام لکھ میر تھا، ایک کا نام خیر الدین تھا اور ایک کا نام عبدالحلیم تھا۔ خیر الدین کا ایک بیٹا نظام الدین حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے مدرسہ میں پڑھتا تھا وہ یہاں بھی آتا رہتا تھا، حضرت! آپ کے ننہال کا گاؤں کون سا ہے؟ حضرت نے فرمایا: پانچ ہزار فٹ بلندی پہ ڈنہ نامی گاؤں ہے، حضرت! آپ کی والدہ محترم کا نام کیا تھا؟ فرمایا: بختاور، حضرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمایا: ہم نے بڑی غربت دیکھی ہے، ہمارے جوتے نہیں ہوتے تھے، ہمارے کپڑے بھی بہت پرانے

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب کوئی بندہ میری ملاقات کا شوق رکھتا ہے، تو میں بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہوں اور جب کوئی بندہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات کو ناپسند سمجھتا ہوں۔“ (بخاری، نسائی)

ہوتے تھے،ہم نے یتیمی دیکھی ہے۔

پھر متوجہ ہوکر کہا کہ سواتی قوم کا سلسلہ کہاں جا کر ملتا ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت کتب کو دیکھنا پڑے گا،حضرت نے فرمایا:اس پہ کوئی کتب ہیں؟میں نے گزارش کی حضرت ماسٹر صفی اللہ ذحوذیال کے تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے اور تاریخ ہزارہ کے نام سے دو کتابیں ہیں،ایک ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی نے لکھی ہے اور ایک راجہ ارشاد نے،حضرت نے فرمایا: ایک کتاب عبدالقیوم خان نے بھی لکھی ہے،حضرت نے فرمایا کہ تحقیق کر کے مجھے بتانا ہے،ہماری گوت مترا وی ہے ہم مترا وتی سواتی ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ آپ کا گاؤں کون سا ہے؟میں نے عرض کیا کہ گزنگ جبوڑی فرمایا:شُم کی طرف،جی ہاں!حضرت نے فرمایا کہ وہاں بادشاہ خان،حنیف خان رہتے تھے،گشتاسب بھی تھے،ان کا کون سا خاندان ہے؟میں نے عرض کیا کہ خانخیل اور کاغذات،مال وغیرہ میں قریشی لکھتے ہیں،وہاں کی کہاں ہے؟میں نے عرض کیا کہ پھوکڑ بٹل کے قریب،حضرت نے فرمایا:وہاں مولانا فضل الرحمن رہتے تھے،جی وہ فوت ہوگئے ہیں،صرفی استاد، حضرت نے فرمایا:ان کے دوسرے بھائی فیصل آباد میں غیر مقلد ہوکر فوت ہوگئے ہیں،میں نے عرض کیا جی ہاں،ان کا نام عبدالرحمن تھا۔

حضرت آپ نے ایک مرتبہ درس میں فرمایا تھا:میں نے زندگی میں دو ذہین آدمی دیکھے ہیں،ایک کا نام آپ نے مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ بتایا تھا اور دوسرے بزرگ کا نام میں بھول گیا ہوں،کیا وہ حکیم اجمل خان تھے؟حضرت فرمایا:نہیں،مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ تھے،مولانا فقیر محمد نے کہا:حضرت آپ کے نام کے ساتھ ”صفدر“ کیوں لکھا جاتا ہے؟ حضرت نے مسکراتے چہرے سے فرمایا:آپ نے کیا سنا؟مولانا فقیر محمد نے کہا کہ:میں نے سنا ہے کہ حضرت آپ دیوبند میں پڑھتے تھے کسی وجہ سے آپ دیر سے تشریف لائے،صفوں کے درمیان سے آ رہے تھے،حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے آپ کو”صفدر“کے نام سے پکارا، نیا نام سن کر طلباء مسکرا دیے،تو حضرت مولانا سیّد حسین احمد قدس سرہ نے کہا کہ یہ ”صفدر“ ہے جو حق و باطل کی صفوں میں جدائی کرے گا،حق اور باطل میں تمیز کرے گا،اس کے بعد آپ کے نام کا یہ حصہ بن گیا،حضرت نے فرمایا:ایسے ہی ہوا ہے،میں نے عرض کیا اس سال آپ کتنے طلباء دورہ حدیث میں شریک تھے؟حضرت نے فرمایا:۳۳۳،آپ کب دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے؟حضرت نے فرمایا:۱۹۴۰ء میں،ڈھائی سال دیوبند میں گزارے ہیں؟حضرت نے فرمایا: میں اور صوفی عبدالحمیدؒ ساتھ ہی پڑھتے رہے ہیں، حضرت نے پھر فرمایا:میرے شاگردوں میں پرانے صرف دو ہی رہتے ہیں،ایک حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی اور دوسرے حضرت مولانا صوفی محمد سرور لاہور۔ہم نے عرض کیا:حضرت صوفی صاحب کے جنازہ میں حضرت مولانا صوفی محمد سرور شریک ہوئے؟ حضرت نے فرمایا:جی ملاقات ہوئی ہے،میں نے عرض کیا:حضرت!اس وقت تک آپ کی دعاؤں سے درس و تدریس کے ساتھ ایک سو ستر کتب اور رسائل شائع ہو چکے ہیں،دعا فرمائیں:اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔حضرت نے فرمایا کہ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی کتب کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

حضرت کی شفقت بھری محفل جمی رہی،ہم یوں محسوس کررہے تھے کہ جیسے حضرت کے ساتھ ہم جنت میں ہیں،ایک گھنٹہ کی تفصیلی ملاقات،حضرت کے پوتے قاری خان انصر ماجد نے بتایا کہ تین سال کے بعد حضرت نے جس کے ساتھ اتنی تفصیلی گفتگو کی ہے وہ آپ ہی ہیں،حضرت کی دعاؤں کے ساتھ اجازت لے کر ہم روانہ ہوئے اور حضرت نے اپنے مبارک ہاتھوں سے سند حدیث نبوی عنایت فرمائی،الحمدللہ!یہ اللہ والے کی محفل زندگی بھر یاد رہے گی،یاد رہے کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر،حضرت مولانا حسین علیؒ کے آخری خلیفہ مجاز ہیں،میں نے بھی بیعت و سلسلہ حدیث کا تعلق حضرت ہی سے رکھا ہوا ہے،حضرت ہمارے استاذ حدیث بھی ہیں اور پیر طریقت بھی۔حضرت کے دولت کدہ پر محقق اہل سنت حضرت مولانا مہر محمد آف میانوالی اور حضرت شیخ عقیل اور مولانا محمد معروف اور حاجی محمد سلطان خان اور دیگر بہت سے کرم فرماؤں سے ملاقات ہوئی امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور حضرت صوفی عبدالحمید سواتیؒ کا لطف و کرم اور امت رسول کے لئے تڑپ و فکر تحقیق و تجسس،علم کی پیاس،اہل علم کی قدر، اپنے اکابر پر اعتماد وہ اپنی مثال آپ ہے۔حضرت صوفی صاحبؒ کی شفقت جب یاد آتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ چمن اجڑ گیا دونوں عظیم بھائی امت کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں،دو بڑی قوموں کے مشترکہ پھول ہیں۔والد سوات کے سپوت ہیں اور والدہ محترمہ گجر قوم کی پھول تھیں،ان دونوں پھولوں کی مہک سے عالم اسلام میں علم و فضل کی جو خوشبو پھیلی ہے،اس کا نام امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ ہے،میں بھی دو سال تک ان دونوں بزرگ بھائیوں کے جوتے اٹھاتا رہا۔ہم کہہ سکتے ہیں گلشن صفدر مہر و محبت کا مرکز ہے اور تمام برادریوں کا ایک مشترکہ گھر ہے،اللہ تعالیٰ اس چمن کو آباد رکھے۔آمین۔

☆☆..........☆☆

ابو محمد انس فاروق جلال پوری

زبان کی حفاظت

زبان بھی اللہ رب العزت کی عطا فرمودہ ان گنت نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس پر غور کیجئے! تو اندازہ ہوگا کہ یہ کتنی عظیم نعمت ہے؟ جو پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان کا ساتھ دیتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے زبان اور دماغ کے مابین ایسا تعلق رکھا ہے کہ جوں ہی دماغ نے ارادہ کیا کہ فلاں لفظ، کلمہ اور جملہ بولنا ہے، زبان فوراً اُسے ادا کر دیتی ہے، بلاشبہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے ورنہ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ الف کو کیسے ادا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی زبان کو سکھلا دیا، بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ زبان کے ہوتے ہوئے بھی نہیں بول سکتے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں بولنے والی صلاحیت نہیں رکھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے تو ہمیں بھی اس نعمت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا صحیح صحیح استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اسی زبان کی وجہ سے آدمی کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ ہوگا۔

حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

"بیشک آدمی کوئی خیر کی بات زبان سے نکالتا ہے مگر اس کے درجہ کو نہیں جانتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کلمے کے ذریعے اس کے لئے قیامت تک کی اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور آدمی کوئی برا کلمہ کہتا ہے مگر اس کے درجہ کو نہیں جانتا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس سے اپنی قیامت تک کی ناراضی مقرر فرما دیتے ہیں۔" (مشکوٰۃ:۴۱۲)

اسی طرح ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

"آدم کا بیٹا جب صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں اور اُسے کہتے ہیں کہ ہم تیرے تابع ہیں، خدا کے لئے سیدھی چلنا، اگر تو سیدھی چلی تو ہم بھی سیدھے چلیں گے اور اگر تو ٹیڑھی چلی ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔" (مشکوٰۃ، ص:۴۱۳)

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"زبان تو ایک کلمہ منہ سے بول کر چھپ جاتی ہے اس کو کوئی کچھ نہیں کہتا مگر جوتے سر کو پڑتے ہیں، بھاگنا پاؤں کو پڑتا ہے، لڑائی ہاتھوں کو کرنا پڑتی ہے، معلوم ہوا کہ زبان کی ذمہ داری بھی اعضاء پر آجاتی ہے اسی لئے تو ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ خدا کے لئے سیدھے رہنا، یہ دن عافیت سے گزار لینا تمام اعضاء ہر صبح کو منت سماجت کرتے ہیں اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں۔" (اصلاحی مواعظ، ج:۲، ص:۲۹۶)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! نجات کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھا کرو اور چاہئے کہ تم کو سمائے رکھے تمہارا گھر اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔" (مشکوٰۃ، ص:۴۱۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفیؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی بات بتا دیجئے جسے میں مضبوط پکڑ لوں، فرمایا: یہ کہہ کہ میرا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہ، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ خوفناک چیز کون سی ہے؟ جس کا آپؐ میرے حق میں اندیشہ رکھتے ہیں، آپؐ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: یہ....." (ترمذی، ص:۱۸۹۳)

ان احادیث میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ آدمی زبان کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے اور اس زبان کو اللہ رب العزت کی مرضی کے مطابق استعمال کرے، ناراضگی والے کاموں سے اس کو دور رکھے، زبان کے گناہ ایسے ہیں کہ بعض اوقات آدمی سوچے سمجھے بغیر لاپروائی کی حالت میں ایسی باتیں کر لیتا ہے کہ اس کو پتا بھی نہیں ہوتا اور وہ جنت یا جہنم کا مستحق بن جاتا ہے، اس لئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ زبان کو دیکھ بھال کر استعمال کرو اور زبان سے اچھی بات ہی کہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہئے کہ یا تو خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔" (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۹)

آدمی کو چاہئے کہ اچھی بات کرے تو دین کی بات کرے، قرآن کریم کی تلاوت کرے، ذکر اللہ کرے ورنہ خاموش رہے، جو شخص خاموشی اختیار کرے گا، لایعنی اور فضول گفتگو سے پرہیز کرے گا، قیامت کے محاسبہ سے محفوظ رہے گا، اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے گا پھر اس سے ہر قسم کے گناہ سرزد ہوں گے، ان گناہوں میں سے چند ایک یہ ہیں، مثلاً: جھوٹ بولے گا، غیبت کرے گا، چغل خوری کرے گا، گالم گلوچ اور فحش کلامی وغیرہ، یہ تمام گناہ زبان ہی کے گناہ ہیں، جو بے احتیاطی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں، اور ان سب کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں ان میں سے ہر ایک گناہ اور اس پر وعید کو ذکر کیا جاتا ہے:

جھوٹ

زبان کے گناہوں میں سے ایک گناہ جھوٹ ہے، جس کے بارے میں قرآن کریم میں سخت

وعیدیں آئی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس لعنت ہے اللہ کی ان پر جو جھوٹے ہیں۔'' (آل عمران:۶۱)

احادیث مبارکہ میں بھی مختلف انداز سے جھوٹ کی مذمت کی گئی ہے، مثلاً ایک حدیث شریف میں ہے کہ: جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

منافق کی تین نشانیاں ہیں: ''جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' (مسلم شریف، ج:۱، ص:۵۶)

غیبت

زبان سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں، ان میں ایک گناہ غیبت بھی ہے، یہ عادت الا ماشاء اللہ! عموماً ہر شخص میں پائی جاتی ہے، جہاں دو چار اشخاص جمع ہوں، وہاں دنیا جہان کی باتوں میں اکثر غیبت بھی کی جاتی ہے اور یہ مرض اب اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس کی برائی اور گناہ ہونے کا احساس بھی دلوں سے نکلتا جارہا ہے، غیبت کی قباحت کا اندازہ قرآن پاک اور احادیث کی وعیدوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور برا نہ کہو پیچھے ایک دوسرے کے، بھلا اچھا لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو، سو گھن آتی ہے تم کو اس سے۔'' (الحجرات:۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کے بارے میں ان باتوں کا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہوں'' ایک شخص نے سوال کیا اگر میرے بھائی کے اندر وہ صفات ہوں جو میں نے کہی ہے تو کیا یہ بھی غیبت ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر وہ برائی تیرے بھائی میں پائی جائے تو وہ غیبت ہوگی اور اگر وہ بات اس کے اندر نہ ہو تو تو نے اس پر تہمت باندھی جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔'' (مسلم شریف، ج:۲، ص:۳۲۲)

ظاہر ہے کہ کوئی شخص ہرگز اس بات کا تصور نہیں کرسکتا ہے کہ کسی بھی مردہ کا گوشت کھائے چہ جائیکہ اپنے مردہ بھائی کا قرآن کریم یہ یقین ہمارے دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے کہ جس طرح تمہاری طبیعت اپنے بھائی کا گوشت کھانے پر آمادہ نہیں ہوتی، اسی طرح تم اس کی برائی کرنے سے بھی پرہیز کرو اس کے برعکس ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کسی کو غیبت کرنے پر ٹوکا جائے تو کہتا ہے کہ حقیقت بیان کر رہا ہوں، گویا حقیقت بیان کرنا جائز ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر یہ بات اس شخص میں پائی جائے تب ہی تو غیبت ہے۔

چغل خوری

زبان کے ذریعہ صادر ہونے والا ایک گناہ چغل خوری بھی ہے، چغل خوری بھی اصل میں غیبت کی ایک قسم ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ فساد کی غرض سے کسی کے راز کو دوسرے کے سامنے ظاہر کرنا تاکہ جھگڑا ہو، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' (مسلم شریف، ج:۱، ص:۷۰)

اس لئے زبان کی حفاظت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اسے چغلی جیسی گندگی میں ملوث کرنے سے باز رکھیں تاکہ جنت سے محرومی نہ ہو۔

گالم گلوچ اور فحش کلامی

زبان کے بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ لعن طعن، اور فحش کلامی بھی ہے، اسی طرح بدکلامی کرنا کسی بھی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا، کیونکہ لعن طعن کرنے والوں کو قرآن کریم میں سخت گناہ کا مرتکب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ گناہ کا۔'' (الاحزاب:۵۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں دینے والے، فحش کلامی کرنے والے، لعنت کرنے والے نہ تھے، ہم میں سے کسی پر عتاب ہوتا تو (زیادہ سے زیادہ) یہ فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو، اسے کیا ہوا؟ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۹۱)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کچھ لوگوں کو مچھروں نے کاٹ لیا انہوں نے مچھروں کو برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا کہ مچھر کو برا بھلا نہ کہو وہ اچھا جانور ہے اس لئے کہ وہ تمہیں اللہ کی یاد کے لئے بیدار اور متنبہ کرتا ہے۔'' (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۳۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جب جانوروں کو برا بھلا کہنے سے روکا گیا ہے تو انسانوں کو ایک دوسرے پر لعن طعن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟ یہ وہ گناہ ہیں جو زبان پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں، بدزبانی اور فحش کلامی سے انسان کا وقار بھی ختم ہوجاتا ہے، خواہ آدمی کتنا ہی باصلاحیت اور اونچے عہدہ پر فائز ہو، لیکن بدکلامی کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، آخرت کا خسارہ تو ہے ہی، اس کے ساتھ دنیا میں بھی اپنی عزت و وقار ختم کروادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زبان کے شرور سے بچائے اور زبان کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..........☆☆

مفتی خلیق احمد اخون، بہاولنگر

ظہور مہدیؓ و نزول عیسیٰ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

مہدی لغت میں ہدایت یافتہ کو کہا جاتا ہے، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ذکر حدیث میں کثرت سے موجود ہے، وہ قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے، نصاریٰ سے جنگ کرکے فتحیاب ہوں گے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا حلیہ مبارک یہ بیان فرمایا:

"مہدی مدینہ کے رہنے والے ہوں گے، قد مائل بہ درازی، قوی اور مضبوط جسم کے مالک، سفید سرخی مائل چہرہ، کشادہ ناک باریک و بلند اور زبان میں قدرے لکنت ہوگی، جب کلام کریں گے تو لکنت کی وجہ سے مشکل ہوگی تو اپنے زانو پر ہاتھ ماریں گے اور آپ کا علم لدنی ہوگا، چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوں گے، اس کے بعد سات یا آٹھ سال زندہ رہیں گے، مدینہ کے رہنے والے ہوں گے نام آپ کا محمد، والد کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ ہوگا، جناب امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے۔" (مشکوۃ شریف، ۴۷۰)

آپؓ کی یہ علامات اکثر احادیث میں موجود ہیں، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دنیا تمام نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر، اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کا مالک ہوگا، حالانکہ آپؓ تمام زمین کے مالک ہوں گے، وجہ یہ ہے کہ عرب اسلام کا مرکز اور پایہ تخت ہے، لہٰذا اس کا ذکر کافی ہوا۔ ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہے کشادہ پیشانی، بلند بینی، بھردے گا زمین کو عدل وانصاف سے جیسے کہ بھرگئی تھی ظلم وجور سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی علیہ الرضوان کے ظہور والے سال رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن ہوگا، ابدال آکر ان کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی یہ علامت بھی ہوگی کہ آپ مدینہ سے مکہ آئیں گے لوگ ان کو پہچان کر ان سے بیعت کریں گے اور اپنا بادشاہ بنائیں گے اس وقت غیب سے آواز آئے گی کہ: "خدا کا خلیفہ مہدی یہ ہے، اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو" عرب کی فوج ان کی مدد کو جمع ہوگی اور کعبہ کے دروازے کے آگے جو خزانہ مدفون ہے جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں، نکالیں گے اور مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے جب یہ خبر مسلمانوں میں پھیلے گی تو ایک امیر خراسانی کہ جس کی فوج کا سپہ سالار منصور نامی شخص ہوگا، امام مہدی علیہ الرضوان کی مدد کو مکہ پہنچے گا، چنانچہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملک خراسان سے ایک شخص حارث کہ جس کی فوج کے آگے ایک شخص منصور نامی ہوگا، امام مہدی کی مدد کو آئے گا اور ہر مسلمان پر ان کی مدد واجب ہے۔

ابوداؤد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بادشاہ کے مرنے سے اختلاف پڑ جائے گا تو ایک مدینے کا رہنے والا، بھاگ کر مکہ آئے گا، اہل مکہ اس کو گھر سے بلاکر حالانکہ وہ انکار کرتے ہوں گے مسجد حرام میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے، اس کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کی یہ کرامت ظاہر ہوگی کہ جب ملک شام کی فوج امام مہدی علیہ الرضوان پر چڑھائی کے ارادے سے روانہ ہوگی تو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں زمین میں دھنس جائے گی، جب یہ خبر عام ہوگی تو ابدال شام اور عراق سے آکر ان سے بیعت کریں گے، قریش کی ایک قوم جس کا ننھیال قبیلہ کلب ہوگا، امام مہدی پر فوج لے کر چڑھائی کریں گے اور سب کے سب مغلوب ہوں گے امام مہدی اور ان کی اتباع کرنے والے غالب آئیں گے، امام مہدی سنت نبوی پر عمل

کریں گے اور زمین پر خوب اسلام پھیلے گا، آپ سات برس زندہ رہیں گے پھر انتقال کریں گے۔

امام مہدی علیہ الرضوان اپنے لشکر کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں گے، پھر مدینہ سے ملک شام میں دمشق تک پہنچیں گے اور یہود و نصاریٰ ۸۰ نشان لے کر کہ ہر ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی، اس حساب سے یہود و نصاریٰ کی فوج نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوگی امام مہدی سے مقابلہ کریں گے، امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی فوج دمشق میں وابق یا اعماق میں ٹھہرے گی اور امام مہدی علیہ الرضوان دمشق سے فوج لے کر باہر نکلیں گے، نصاریٰ مطالبہ کریں گے کہ جن مسلمانوں نے ہمارے لوگ پکڑے ہیں، ان مسلمانوں کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم ان کو قتل کریں، امام مہدی فرمائیں گے: واللہ ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے حوالے نہ کریں گے، نصاریٰ کی اتنی بڑی فوج دیکھ کر مسلمانوں کے تین فریق بن جائیں گے ایک فریق نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا، ان کی توبہ خدا تعالیٰ کبھی نہ قبول کرے گا، یعنی وہ حالت کفر میں مریں گے اور دوسرا فریق شہید ہوجائے گا اور عنداللہ افضل الشہداء کا مرتبہ پائے گا اور تیسرا فریق فتحیاب ہو کر غازی ہوگا اور ہمیشہ امن میں رہے گا۔

امام مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تیسرے فریق کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ امام مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ کی فوج سے مقابل ہوں گے تو مسلمان فوج قسم کھائے گی کہ آج ماریں گے یا مر جائیں گے شام تک جنگ جاری رہے گی کوئی فیصلہ نہ ہوگا، آخر شام کو دونوں اپنی اپنی قیام گاہوں میں واپس لوٹ جائیں گے بہت سے مسلمان شہادت کا پیالہ پئیں گے باقی لوٹ جائیں گے دوسرے اور تیسرے دن پھر مسلمان قسم کھا کر میدان جنگ میں آئیں گے تمام دن جنگ جاری رہے گی، اسی طرح چوتھے روز پھر امام مہدی کے ہمراہ جنگ میں اتریں گے اور اس جوان مردی اور دلیری سے لڑیں گے کہ نصاریٰ کے کشتوں کے پشتے لگا دیں گے، یہاں تک کہ اگر ان کی لاشوں پر پرندہ اڑے تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک نہ جاسکے گا، آخر نصاریٰ کی بڑی شکست ہوگی، بہت سے جہنم واصل ہوں گے باقی ماندہ بھاگ جائیں گے، امام مہدی علیہ الرضوان مجاہدین اسلام میں مال غنیمت اور انعامات تقسیم فرمائیں گے۔

اس کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان بلاد اسلام کا انتظام اور لشکر جمع کرنے کا اہتمام کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کریں گے تاکہ ان نصاریٰ کو جنہوں نے بادشاہ کو وہاں سے نکالا ہوگا، ان کو شکست دیں امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام مہدی فوج کثیر کے ساتھ قسطنطنیہ کا محاصرہ کریں اور اولاد اسحاق کے ستر ہزار مجاہدین اس کو گھیر لیں گے، اس کے ایک جانب دریا اور دوسری جانب خشکی ہے پس وہ نعرۂ لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر بلند کریں گے تو دریا کی جانب والی دیوار گر پڑے گی جب دوسری تکبیر بلند کریں گے تو خشکی کی جانب والی دیوار گر پڑے گی، جب تیسری تکبیر بلند کریں گے تو راہ کھل جائے گی، مجاہدین کی فوج شہر میں آ کر کفار کو قتل کرے گی اور تلواروں اور زیتون کے درختوں سے لٹکا کر پھانسی دے گی، مال غنیمت تقسیم کریں گے کہ اتنے میں آواز آئے گی کہ دجال تمہارے گھروں میں آ گیا اور تم بیٹھے ہو جب اس کی تحقیق کی جائے گی تو یہ خبر جھوٹی نکلے گی کیونکہ وہ آواز شیطانی ہوگی۔

پھر جب لشکر اسلام شام کی طرف لوٹ آئیں گے تو قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلے گا جب خبر مشہور ہوگی تو امام مہدی علیہ الرضوان اس خبر کی تصدیق کے لئے دس سواروں کو روانہ کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان دس سواروں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ جانتا ہوں وہ اس وقت کے سب سے افضل سوار ہوں گے، پس معلوم ہوگا یہ خبر بھی جھوٹی ہے پھر تیسری خبر آئے گی جو سچی ہوگی اور دجال نکل چکا ہوگا۔ (عقائد اسلام، ص:۱۸۱)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے زندہ آسمان پر رکھا ہے اور قرب قیامت میں دنیا میں تشریف لائیں گے دجال کو قتل کریں گے۔ احادیث صحیحہ میں ان کا آنا ثابت ہے۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی سفید منارے پر زرد حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے موتیوں کی مانند ٹپک رہے ہوں گے، پھر امام مہدی علیہ الرضوان سے ملاقات ہوگی نماز کا وقت ہو چکا ہوگا امام مہدی عرض کریں گے: اے نبی امام ہو کر نماز پڑھائیے، تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں! بلکہ تم ہی امامت کرو۔

مسلم شریف میں تفصیلی روایت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو وہ ہوا لگ جائے گی مر جائے گا، آپ کے دم کی ہوا وہاں تک جائے گی، جہاں تک آپ کی نظر پڑے گی، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب

(باقی صفحہ 27 پر)

آخری قسط

مولانا محمد عثمان منصور پوری

قادیانی ذبیحہ اور جنازہ کا حکم

مسلمان عورت سے قادیانی مرد کا نکاح حرام ہے

قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے قادیانی مرد کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی اور غیر مسلم سے حرام ہے، اس کی اولاد ولدالحرام کہلائے گی اور اگر پہلے سے میاں بیوی مسلمان تھے اور (العیاذ باللہ) شوہر قادیانی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوجائے گا، اس کی مسلمان بیوی کو جائز نہیں ہوگا کہ اس کے گھر رہے اور میاں بیوی کا تعلق اس سے رکھے۔

قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حرام ہے

علاوہ کتابیہ کے کسی غیر مسلم عورت سے مسلمان کا رشتہ ازدواج قائم کرنا حرام ہے، لہذا کوئی مسلمان قادیانی عورت سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح باطل ہے۔

دیدہ و دانستہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والے مسلمان پر اپنے ایمان کی تجدید لازم ہے

اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کفریہ ہیں اور قادیانی مرتدوں و زندیقوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا، کسی قادیانی عورت کو مسلمان سمجھ کر اس سے شادی کرتا ہے تو وہ ایمان سے خارج اور کافر قرار پائے گا اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے، کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنے سے کفر کا حکم لاگو ہوتا ہے اور اگر ناواقفیت میں مسلمان نے کسی قادیانی عورت سے شادی کرلی ہے تو مسئلہ معلوم ہوجانے کے بعد شوہر پر لازم ہے کہ اس قادیانی عورت کو مسلمان کرے، بصورت دیگر اس سے فوراً علیحدگی اختیار کرے اور اپنے اس فعل پر توبہ کرے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر ان کی شادی میں شرکت کا حکم

جو مسلمان یہ جانتے ہوئے کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ ہیں ان کو مسلمان سمجھ کر ان کی شادی میں شرکت کریں گے وہ ایمان سے خارج ہوجائیں گے ان پر تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی لازم ہوگا۔ ہاں اگر یہ مسئلہ معلوم نہ رہا ہو کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، تو تجدید ایمان لازم نہیں البتہ گناہگار ہوں گے ان کو توبہ کرنی چاہئے۔

قادیانی ذبیحہ حرام ہے

قادیانیوں کے ارتداد و زندقہ کی وجہ سے ان کا ذبیحہ مسلمان کے لئے حرام ہے، ان کی تیسری پشت کی اولاد بھی خالص زندیق ہی رہتی ہے، اس لئے ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے اور اہل کتاب کا حکم قادیانیوں پر ہرگز جاری نہ ہوگا۔

کسی قادیانی میت کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں

قادیانیوں کے ملحدانہ عقائد معلوم ہوجانے کے بعد ان کے کافر و غیر مسلم ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور امت کے تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کے لئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کسی غیر مسلم کا جنازہ بالاجماع ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: ”اور ان میں کوئی مرجائے تو اس (کے جنازہ) پر بھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوں، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں۔“ (التوبہ:۸۴)

قادیانی میت کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

اگر مسلمانوں کو یہ معلوم رہا ہو کہ یہ مردہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا تھا اور اس کی وحی پر ایمان رکھتا تھا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر تھا، پھر بھی وہ مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو ان سب پر لازم ہے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنے کی وجہ سے ان کا ایمان بھی ختم ہوگیا اور نکاح بھی نہیں رہا اور ان میں سے پہلے کسی مسلمان نے حج کر رکھا ہو تو وہ بھی باطل ہوجائے گا، دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔

البتہ اگر مسلمان کو اس کے عقائد معلوم نہ رہے ہوں اور اس کے جنازہ میں انہوں نے شرکت کرلی ہو تو معلوم ہوجانے کے بعد ان کو استغفار کرنا چاہئے کیونکہ ایک قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھنے کی وجہ سے ان سے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب ہوا ہے۔

قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جانا کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق ہے کسی غیر مسلم کا یہ حق نہیں جیسا کہ آیت مذکورہ بالا "ولا تقم علی قبرہ" سے مفہوم ہوتا ہے اس لئے اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے ہیں، اور یہ مسئلہ امت کے متفق علیہ اور مسلمہ مسائل میں سے ہے، حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ مثلاً مرزا نے لکھا ہے:

"حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں، وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے، جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اس افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے، اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔" (تحفۃ الندوہ ص۳ خزائن ص۹۵ ج۱۹)

لہٰذا جس طرح پچھلے زمانہ کے مدعیان نبوت کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں تھے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی نہ مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا، اسی طرح اس دور کا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے بھی کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں ہیں، بلکہ ان کے مردوں کے ساتھ مرتدوں و زندیقوں کا سا معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ "الاشباہ" میں ہے:

"اور جب مرتد مرجائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کردیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔"

(الاشباہ ثانی کتاب السیر ۱-۲۹۱)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

"نہ اسے غسل دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا ہے۔"

(ردالمختار ۲-۲۳۰ مطبوعہ کراچی)

مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانیوں کی لاش اکھاڑنا واجب ہے

اگر کسی جگہ مسلمانوں کی لاعلمی میں قادیانیوں نے اپنا مردہ مسلمان قبرستان میں گاڑ دیا تو حتی الامکان اس کو اکھاڑنے کی حکمت اختیار کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔

(۱) اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے وقف شدہ قبرستان میں کسی غیر مسلم کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے جو ایک ناجائز تصرف ہے، وقف شدہ زمین میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا اختیار تو کسی کو بھی حاصل نہیں۔ ہاں اس ناجائز تصرف کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ اگر اس ناجائز تصرف پر سب لوگ خاموشی اختیار کریں گے اور اس کے ازالہ کی جدوجہد نہیں کریں گے تو سب گناہگار ہوں گے جیسے کسی مسجد کیلئے کوئی غیر مسلم وقف شدہ زمین پر مندر، گرجا وغیرہ بنانے لگے تو اس کو حتی الامکان روکنا لازم ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ کافر اپنی قبر میں معذب ہوتا ہے اور اس کی قبر محل لعنت وغضب ہے اس کے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا ہوگی، اس لئے اولاً تو قادیانی کافر مرتد کو وہاں دفن نہ ہونے دیا جائے اور اگر دفن کردیا گیا ہو تو مسلمان مردوں کو ایذا سے بچانے کے لئے قادیانی مردہ کو اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے، اس کی لاش شریعت کی نظر میں کوئی حرمت نہیں رکھتی ہاں مسلمان مردوں کی حرمت ہے اور اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ قبرستان جائیں اور مردوں کے لئے دعا و استغفار کریں جب کہ کسی کافر کے لئے دعاء و استغفار و ایصال ثواب جائز نہیں، لہٰذا وہاں کسی غیر مسلم خصوصاً قادیانی مرتد کی قبر نہ رہنے دی جائے تاکہ زائرین دھوکہ سے غیر مسلم کی قبر پر دعا وغیرہ نہ پڑھنے لگیں۔

کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں ہے

بچہ بچہ جانتا ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، جو مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور اس کی تعمیر عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا کوئی کافر مسجد کی تعمیر کا اہل نہیں ہے اور اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآں حالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں ان لوگوں کے عمل اکارت ہوچکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔" (سورۃ توبہ:۱۷)

اس کے بعد والی آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ ارشاد ہے:

ترجمہ: "اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ

دیتا ہو، اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے پس ایسے لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔" (سورۃ توبہ:۱۸)

قادیانی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں، مسجد ''ضرار'' ہیں

اسلامی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے کو مسلمان ظاہر کیا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جس کے متعلق آیات ذیل نازل ہوئی، اور منافقوں کے ناپاک ارادوں کی قلعی کھولی گئی۔

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دشمن کے لئے ایک کمین گاہ بنائیں اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی بھی قیام نہ کیجئے، ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دل کا کانٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔" (سورۃ توبہ:۱۰۷تا۱۱۰)

قادیانی منافقین بھی آج وہی کردار ادا کر رہے ہیں، ان کی طرف سے آل انڈیا تعمیر مسجد کے نام سے فنڈ کھولا گیا ہے اور ہر قادیانی جماعت کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی نام نہاد (مسجد) بنائے، چاہے چھپر کی ہو۔ مسلمان آگاہ رہیں کہ یہ مسجدیں نہیں ہیں بلکہ ان کے ذریعہ قادیانی زندیقوں و منافقوں کے خفیہ ناپاک منصوبے وہی ہیں جو منافقوں کے تھے، اور مذکورہ بالا آیت کریمہ سے واضح ہیں یعنی:

(۱) اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

(۲) عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

(۴) خدا اور رسول کے دشمنوں کے لئے ایک اڈا بنانا۔

تمام مفسرین و اہل سیر نے لکھا ہے کہ منافقوں کی تعمیر کردہ مسجد نما عمارت مسجد ''ضرار'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منہدم کر دی گئی اور اس کو جلا دیا گیا۔

☆☆ ...... ☆☆

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کر دیتا ہے۔

لائٹ ورکنگ ایریا کیپیسٹی 300 افراد کے لئے

ہیوی ورکنگ ایریا کیپیسٹی 200 افراد کے لئے

رابطہ سیل: 0333-2126720

فیکس: 021-6369077

E-mail:monir@super.net.pk

بزم اطفال

شعور ختم نبوت

مولانا قاضی احسان احمد

سوال: اس وقت تک دنیا میں تقریباً کتنے کذاب آچکے ہیں؟

جواب: تقریباً 22یا23۔

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں توحید کو پھیلانے اور کفر وشرک کو مٹانے کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں کل کتنے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے؟

جواب: تقریباً 259 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سوال: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ہم خیال منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو جنگ لڑی گئی اس میں کتنے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے؟

جواب: 1200 صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے، جن میں 700 حافظِ قرآن اور 70 بدری صحابہؓ تھے۔

سوال: عقیدۂ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: عقیدۂ ختم نبوت سے مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

سوال: مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے امیر کا نام بتایئے؟

جواب: مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ۔

سوال: مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر کا نام بتایئے؟

جواب: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم۔

سوال: یہ قول کس بزرگ ہستی کا ہے کہ: ''اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے؟''

جواب: حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ۔

سوال: مسیلمہ کذاب کو کس صحابی نے واصل جہنم کیا؟

جواب: حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے۔

سوال: مقدمۂ بہاولپور کی سماعت کے دوران حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی کس بات نے عدالت میں لرزہ طاری کر دیا تھا؟

جواب: حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو عدالت میں یہیں کھڑے کھڑے دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔''

سوال: امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا تھا؟

جواب: عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف لشکر کشی پر۔

سوال: کیا کوئی شخص اپنی کوشش، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ وغیرہ سے نبی بن سکتا ہے؟ قرآنی نکتہ نظر سے بیان کریں؟

جواب: نہیں بن سکتا، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے، جس کا ترجمہ ہے: ''یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔''

سوال: چناب نگر کہاں واقع ہے؟

جواب: ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں۔

سوال: پاکستان میں مرزائیوں کے سالانہ جلسہ چناب نگر پر کب پابندی لگائی گئی؟

جواب: 1984ء میں۔

سوال: چناب نگر کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ کب ہوا؟ اور کب اسے کھلا شہر قرار دیا گیا؟

جواب: فیصلہ 22 جون 1974ء کو اور اس پر عمل درآمد جنوری 1975ء کو ہوا۔

سوال: بابائے تحریک ختم نبوت کس شخصیت کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مولانا تاج محمودؒ صاحب کو۔

دریا میں کود پڑے

حضرت علاء حضرمیؓ دارین لشکر کی قیادت کرتے ہوئے جب آگے بڑھے تو دیکھا کہ راستہ میں ایک بڑا دریا حائل ہے، یہاں پار ہونے کے لئے کشتیوں اور جہازوں کی ضرورت تھی، مسلمانوں کے پاس جہاز نہیں تھے، ان ظاہری اسباب کے فقدان پر اسباب پرست انسان تو یقیناً دل شکستہ ہو کر ہمت ہار سکتا تھا مگر ایک سچا اور حق پرست مومن ایسے مواقع پر وہ کرتا ہے جو حضرت علاء حضرمیؓ نے کیا، انہوں نے حکم دیا کہ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے لشکر دریا میں اتر جائے، چنانچہ پورے ساز وسامان کے ساتھ لشکر دریا میں اتر گیا، دل یقین سے لبریز اور زبانیں ذکر خدا سے تر تھیں، بفضل خدا پوری سلامتی کے ساتھ دریا کو پار کر لیا گیا۔

دشت تو دشت ہے صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ہر کسی کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کہ بے شک ہمارے اوپر اس کا احسان باقی ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت میں عطا

بزم اطفال

فرمائیں گے اور ہمیں کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا نفع حضرت ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا، اگر میں کسی کو خاص دوست بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا، آگاہ رہو تمہارے نبیؐ کے خاص دوست اللہ تعالیٰ ہیں۔" (ترمذی)

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ان میں ابوبکرؓ موجود ہوں اور ان کی امامت ابوبکرؓ کا غیر کرائے۔" (ترمذی)

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکرؓ سے کہ آپ میرے ساتھی ہوں گے حوض پر اور غار میں۔" (ترمذی)

شانِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلی امتوں میں ملہم لوگ ہوتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر بن الخطاب ان میں سے ہے۔" (مسلم، ترمذی، بخاری)

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔" (ترمذی)

"نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے فرمایا: کہ میں جنت میں داخل ہوا تو پس میں نے ایک محل کے ساتھ اپنے آپ کو پایا جو سونے کا تھا، پس میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ قریش کے ایک نوجوان کا ہے، پس میں سمجھا کہ وہ میں ہوں، پس میں نے پوچھ بھی لیا کہ وہ کون ہے؟ پس انہوں نے کہا کہ وہ عمر بن خطاب ہیں۔" (ترمذی)

بقیہ:...... مہدیؑ و عیسیٰ علیہ السلام

کرتے ہوئے مقام لد تک پہنچیں گے، لُد غالباً اسرائیل کا شہر ہے اور حدیث کے مطابق آپ دجال کو لُد کے مقام پر نیزہ مار کر قتل کریں گے اور خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ (مسلم باب نزول عیسیٰ، ج:۱،ص:۸۷)

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل نہ کرتے تو وہ کافر خود بخود نمک کی طرح گھل جاتا، پھر مسلمان فوج دجال کی فوج کو قتل کرے گی جن میں اکثر یہودی ہوں گے۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ سے جنگ اور فتح قسطنطنیہ میں چھ برس کا فاصلہ ہوگا پھر ساتویں برس دجال نکلے گا۔

جب دجال اور اس کی فوج قتل کر دی جائے گی تو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوری دنیا کا دورہ کریں گے اور جن لوگوں کو دجال سے اذیت پہنچی تھی، ان کو تسلی دیں گے اور ان کا نقصان پورا کریں گے، اعزاز و انعام عطا فرمائیں گے۔ (مسلم) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حکم دیں گے کہ خنزیر کو قتل کرو اور صلیب کو توڑ دو اور کسی کافر سے جزیہ نہ لیا جائے بلکہ وہ اسلام لائے (بخاری) پس تمام روئے زمین میں اسلام پھیل جائے گا، کفر مٹ جائے گا جور و ظلم پورے جہان سے ختم ہو جائے گا۔

ابوداؤد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی خلافت سات برس ہوگی، اس کے بعد امام مہدی کا انتقال ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں گے، اس حساب سے حضرت امام مہدی کی عمر انتقال کے وقت سینتالیس یا اڑتالیس سال ہوگی۔ (ابوداؤد ج:۲،ص:۲۴۰)

☆☆..........☆☆

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں

"بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ"

ترجمہ: "اے میرے پروردگار میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا اور تیری قدرت سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو (سوتے میں) میرے نفس کو روک لیوے (یعنی مجھے موت دے دیوے) تو میرے نفس پر رحم کیجئے اور اگر تو زندہ چھوڑ دیوے، تو اپنے قدرت کے ذریعہ اس کی حفاظت کیجئے، جس کے ذریعہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جس شخص نے کسی عمل میں میرے غیر کو شریک کرلیا تو میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جس کے لئے کیا گیا، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ شرک ایسی بری چیز ہے کہ مخلوق میں سے بھی کوئی پسند نہیں کرتا اور جب مخلوق پسند نہیں کرتی تو میں تو خالق ہوں مجھ کو شرک سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی واصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل ○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنئے ـ بنائیے ○ اشتہارات دیجئے ○ مالی امداد فراہم کیجئے